عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۲۳ تا ۳۰/ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۸/ مئی ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۱۷

اسلام اور احترامِ انسانیت

ختمِ نبوّت کا مفہوم اور حقیقت

فریضۂ دعوت و تبلیغ

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

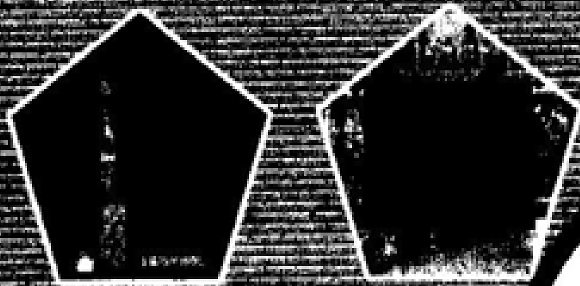

آپ کے مسائل

وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے:

س:...... اگر ایک نمازی وضو کرتا ہے اور جس برتن میں پانی لے کر وضو کیا اس برتن میں کچھ پانی بچ جاتا ہے اس بچے ہوئے پانی کو دوسرا آدمی وضو کے لئے استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... وضو کا بچا ہوا پانی پاک ہے' دوسرا آدمی اس کو استعمال کرسکتا ہے۔

مستعمل پانی سے وضو:

س:...... مستعمل پانی اور غیر مستعمل پانی جب یکجا ہوں' کوئی اور پانی وضو کیلئے نہ ملے اور مستعمل اور غیر مستعمل برابر ہوں' مثلاً ایک لوٹا مستعمل اور ایک لوٹا غیر مستعمل ہو' اب فرمائیں کہ اس صورت میں کیا کریں؟ وضو یا تیمم؟

ج:...... مستعمل اور غیر مستعمل پانی اگر مل جائیں تو غالب کا اعتبار ہے' اور اگر دونوں برابر ہوں تو احتیاطاً غیر مستعمل کو مغلوب قرار دیا جائے گا' اور اس سے وضو صحیح نہیں۔

نوٹ: مستعمل پانی وہ کہلاتا ہے' جو وضو اور غسل کرتے وقت اعضاء سے گرے اور جس برتن سے وضو یا غسل کر رہے ہوں' وضو اور غسل کے بعد جو پانی بچ جاتا ہے وہ مستعمل پانی نہیں کہلاتا۔

کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو کھڑے ہو کر وضو کرنا:

س:...... اگر آدمی کھڑے کھڑے وضو کرلے' بیٹھنے سے کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہو' اور اکثر اوقات آدمی کھڑے ہو کر ہی وضو کرے تو کیا نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس جگہ میں صرف جدید سسٹم ہے اور بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔

ج:...... اگر بیٹھنے کا موقع نہ ہو تو کھڑے ہو کر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں' چھینٹوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

بوجہ عذر کھڑے ہو کر وضو کرنا:

س:...... کیا کھڑے ہو کر وضو کیا جاسکتا ہے جبکہ بیٹھ کر وضو کرنے میں تکلیف ہو؟

ج:...... کھڑے ہو کر وضو کرنے میں چھینٹے پڑنے کا احتمال ہے' اس لئے حتی الوسع وضو بیٹھ کر کرنا چاہئے لیکن اگر مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر وضو کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

وضو کرنے کے بعد ہاتھ منہ پونچھنا:

س:...... وضو کرنے کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے سے ثواب میں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہوجاتی؟

ج:...... نہیں۔

وضو سے پہلے' کھانے کے بعد مسواک کرنا:

س:...... مسواک کرکے عصر کا وضو کیا پھر مغرب کی نماز کے لئے وضو کرنے سے پہلے دوبارہ مسواک کرنا ضروری ہے؟ حالانکہ عصر اور مغرب کے درمیان کچھ کھایا پیا نہ ہو؟

ج:...... وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے' خواہ وضو پر وضو کیا جائے' اور کھانے کے بعد مسواک کرنا الگ سنت ہے۔

مسواک کرنا خواتین کیلئے بھی سنت ہے:

س:...... کیا نماز سے پہلے وضو میں مسواک کرنا عورتوں کے لئے بھی اسی طرح سنت ہے جیسے مردوں کے لئے؟

ج:...... مسواک خواتین کے لئے بھی سنت ہے' لیکن اگر ان کے مسوڑھے مسواک کے متحمل نہ ہوں تو ان کے لئے دنداسہ کا استعمال بھی مسواک کے قائم مقام ہے جبکہ مسواک کی نیت سے اس کا استعمال کریں۔

ہفت روزہ ختم نبوت

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا [illegible] دامت برکاتہم

جلد: ۲۴ شمارہ: ۱۷ ۲۳/ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۷ مئی ۲۰۰۵ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا نذیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور کراچی
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]: محمد ارشد [illegible]
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

ماہ ربیع الاول کا پیغام عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا اہتمام	(اداریہ)	4
ختم نبوت کا مفہوم اور حقیقت	(مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)	6
اسلام اور احترام انسانیت	(مفتی محمد سلمان منصورپوری)	8
فریضہ دعوت و تبلیغ	(محمد یعقوب لیہ چشتی)	13
مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی	(مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی)	18
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ	(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)	20
ایک نومسلم خاتون کے تاثرات		23
اپنے گھر کی فکر کیجئے	(مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری)	25
پردہ اور عقل کے گھوڑے	(مولانا عبداللہ البرنی المدنی)	26

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۴۰ ڈالر سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۳۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۸ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 383-8 ٹیلی کام 927-2 الائیڈ بینک ... کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: [illegible] فیکس: [illegible]
Hazori Bagh Road, Multan.

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: [illegible] فیکس: [illegible]
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ، کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہِ ربیع الاوّل کا پیغام......عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا اہتمام

ماہ ربیع الاوّل میں سیرت النبیؐ کے حوالے سے اندرون و بیرون ملک سیرت کانفرنسوں سمیت متعدد اجتماعات' کانفرنسیں اور جلسے منعقد ہوئے جن میں متعدد سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے سیرت النبیؐ کے حوالے سے بیانات اور پیغامات دیئے' لیکن ماہ ربیع الاوّل کے حوالے سے بعض علمائے کرام کی طرف سے جو پیغام جاری کیا گیا وہ ہماری نظر میں سب سے اہم رہا جس میں زور دیا گیا کہ ماہ ربیع الاوّل کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے جذبے کے تحت منایا جائے اور یہ کہ ناموس رسالت کا تحفظ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سدباب ماہ ربیع الاوّل کا سب سے اہم تقاضا ہے۔ اسلام آباد' ملتان' کراچی' لاہور سمیت پورے ملک میں ماہ ربیع الاوّل کے دوران منعقدہ پروگراموں سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام نے اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت' فتنہ قادیانیت کے سدباب اور قادیانیوں کی اندرون و بیرون ملک ریشہ دوانیوں کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ اسلام کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا مہم اور اسلام دشمن قوتوں کی جانب سے مسلمانوں کو کچلنے کی کوششوں میں قادیانی ہراول دستے کا کردار ادا کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو لگام دیئے بغیر ملک میں امن وامان کی صورتحال میں بہتری ناممکن ہے' قادیانی ملک میں دہشت پھیلانے اور وطن عزیز کے امیج کو خراب کرنے کے لئے آخری حدود تک جاسکتے ہیں' قادیانیوں نے مسلمانوں کو سیرت نبویؐ سے دور کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی قیامت تک کے لئے اللہ کی رضا کے حصول کا واحد ذریعہ ہے' مغربی ممالک اپنی عوام کو زیادہ عرصے تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپؐ کی تعلیمات سے دور نہیں رکھ سکتے' اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن انتخاب سے پوری کائنات میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی حسین ترین ہستی کو چن کر اپنا محبوب بنایا ہے' آپؐ محبوب رب العالمین ہیں' آپؐ مسلمانوں کی عقیدت کا محور ہیں' آپؐ کی ذات سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے' آپؐ سے سچی محبت و عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ غیروں کے طریق کو چھوڑ کر آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے' آپؐ کے لائے ہوئے دین اسلام پر عمل کیا جائے' رسم ورواج سے منہ موڑ کر سنت رسولؐ سے تعلق جوڑا جائے اور آپؐ کی عزت وناموس کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کو عین سعادت سمجھا جائے' منکرین ختم نبوت اور قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کرنا اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے اس فتنے کے خلاف کام کرنا درحقیقت عشق نبویؐ کی علامت ہے' جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان کا حصہ ہے' اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے دشمنوں اور اسلام دشمن طاقتوں سے نفرت کرنا اور ان کے ناپاک عزائم کی راہ میں رکاوٹ بننا بھی عشق نبویؐ کی علامت ہے' ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس پرفتن دور میں اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور دوسرے مسلمانوں کا ایمان بچانے کی فکر کرے' اسلام دین رحمت ہے جس کا دہشت گردی اور فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سیرت النبیؐ امن وآشتی کا درس دیتی ہے' نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی دائمی نجات کا ذریعہ ہے' دنیا میں اسلام کی عالمگیر اور امن پسند تعلیمات کو عام کئے بغیر حقیقی امن قائم نہیں کیا جاسکتا' نبویؐ تعلیمات دہشت گردی کی مذمت کرتی ہیں' انبیائے کرام نے دنیا کو دہشت گردی اور انارکی کی فضا سے نکال کر امن وآشتی کی فضا میں لانے میں اہم کردار ادا کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو اس کی معراج سے متعارف کرایا' مغربی دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے میں پائے جانے والے غلط نظریات کو دور کرنا وقت کی ضرورت ہے' امریکا اور یورپی ممالک میں سیرت کے پیغام کو عام کیا جائے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک ایک گوشہ دنیا کے سامنے ہے' جس کا مکمل ریکارڈ حدیث' سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے جبکہ کسی اور مذہب میں اس کے بانی کی سیرت کا کوئی جامع ریکارڈ نہیں ملتا' معاشرے میں برداشت ورواداری کی فضا پیدا کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی پیروی لازمی ہے' سیرت کانفرنسوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ اور عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ واشاعت کا ذریعہ بنایا

جائے' سیرت طیبہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے کا درس دیتی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنانا تنگ نظری اور ایک ارب میں کروڑ سے زائد مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا ہے' عالمی معاشرے کے تمام افراد کو اسلام کی عالمگیر تعلیمات سے روشناس کرایا جائے' علمائے کرام یورپی ممالک کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کریں' پاکستانی معاشرہ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے غلط اور فرسودہ روایات کا سدباب کرے' اسلامی تعلیمات کے امن پسندانہ پہلو کو اجاگر کرنا وقت کا تقاضا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے لئے بھی مشعل راہ ہے' آپ ؐ کی ذات انسانیت کے لئے قابل فخر اور قابل تقلید نمونہ ہے' آپ ؐ کی تعلیمات نے دنیا کو جاہلیت کی تاریکی سے نکال کر نئی تہذیب و تمدن سے آشنا کیا جس کی بدولت آج انسانیت پستی سے نکل کر عروج کی طرف گامزن ہے' ہر مذہب کے اسکالرز آپ ؐ کی عظمت کے قائل ہیں' آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام پر یکطرفہ الزامات عائد کرنے کی بجائے اسلام کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سچ اور جھوٹ میں تمیز کی جائے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اسلامی تقاضا ہی نہیں بلکہ آئینی ذمہ داری بھی ہے' امریکا اور یورپ میں اسلام کا تیزی سے پھیلنا ثابت کرتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں بلکہ اپنی عالمگیر امن پسندانہ تعلیمات کے زور پر پھیلا ہے' مشرق و مغرب صرف سنت نبویؐ پر عمل کر کے ہی دائمی نجات و کامیابی کے حقدار بن سکتے ہیں' اسلام کسی خاص خطے یا طبقے کے لئے نہیں آیا بلکہ تمام کائنات کے لئے مدار نجات ہے' امریکا اور یورپ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے سنجیدہ ہیں تو انہیں اسلام کو ختم کرنے کی کوششیں فی الفور ترک کر دینی چاہئیں' دنیا کو تاریکی سے نکالنے کا واحد ذریعہ عالمی معاشرے میں اسلام کا نفاذ ہے' اسلام نے خواتین کے جائز حقوق کی ضمانت دی ہے' اقلیتیں مسلم ممالک میں اسلامی تعلیمات کی بدولت مغرب کی بہ نسبت زیادہ امن و سکون کی زندگی بسر کر رہی ہیں' اسلام کی امن و آشتی پر مشتمل تعلیمات کو دنیا میں پھیلنے اور اسلام کے غلبے کی راہ مسدود کرنے کے لئے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسلام پر دہشت گردی کا مذہب اور مسلمانوں پر دہشت گرد ہونے کے الزامات عائد کئے جا رہے ہیں جن میں کوئی صداقت نہیں ہے' مغربی فلاسفر اور دانشور ایک عرصے سے اس حقیقت کے قائل ہیں کہ اسلام مکمل طور پر ایک امن پسند مذہب ہے اور اس کی تعلیمات کسی طبقہ یا قوم کے خلاف نہیں بلکہ توحید و سنت کی داعی ہیں' یہی وجہ ہے کہ اسلام ہر ملک اور ہر طبقے میں یکساں مقبول ہے' اقوام متحدہ دنیا بھر میں مسلمانوں کے انسانی حقوق کی پامالی کا سختی سے نوٹس لے۔ مسلم امہ اسلام کے خاتمے کے لئے کی جانے والی عالمی کوششوں کے سدباب کے لئے سینہ سپر ہو جائے' مغربی میڈیا کو چاہئے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں بے سروپا' نفرت انگیز اور اشتعال انگیز رپورٹوں اور خبروں کی اشاعت سے گریز کرے' اسلام اور دینی مدارس کی حقیقی تصویر کی عکاسی کرے اور اسلام کی حقیقی امن پسندانہ تعلیمات کو اجاگر کرے تاکہ بین المذاہب تصادم سے بچا جا سکے' دینی مدارس اسلام کو پھیلانے کے لئے بے مثال خدمات انجام دے رہے ہیں' مدارس پر دہشت گردی کے الزامات عائد کرنے والے اسلام کے فروغ کی راہ مسدود کرنا چاہتے ہیں' مسلم ممالک اپنی حدود میں اسلامی نظام نافذ کریں' مسلمان دنیا میں امن و امان کے قیام کو یقینی بنائیں' دہشت گردی کی آڑ میں مسلمانوں کو کچلنے کا عمل زیادہ دیر جاری نہیں رہ سکے گا' مسلمانوں کو کچلنے والے ممالک انشاء اللہ جلد ہی اپنے منطقی انجام سے دوچار ہوں گے۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ : خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

ختم نبوت کا مفہوم اور اہمیت

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ نبوت اور پیغمبری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ختم ہوگئی اور آپؐ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے خاتم (بالکسر) ہیں یعنی سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء کے خاتم (بالفتح) یعنی مہر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا۔ مہر کسی چیز کا منہ بند کرنے کے لئے لگاتے ہیں۔ اسی طرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء علیہم السلام پر مہر ہیں اب آپؐ کے بعد کوئی اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوسکے گا اور قیامت تک کوئی شخص اب اس عہدہ پر سرفراز نہ ہوگا۔ مہر ہمیشہ ختم کرنے اور بند کرنے کے لئے ہوتی ہے کما قال تعالیٰ: "یسقون من رحیق مختوم ختامه مسک" (ترجمہ: مہر بند تلچھٹیں ہوں گی اور شراب ان کے اندر بند ہوگی)۔ "ختم الله علی قلوبهم" اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے یعنی کفر اندر بند کردیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اقرار کہ مہر بند کرنے کے لئے ہوتی ہے:

"کیونکہ وید کی رو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مہر لگ گئی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۰ روحانی خزائن ص۵ ج۲۲)

"اور افسوس کہ عیسائی مذہب میں معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہم کلامی پر مہر لگ گئی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۰ روحانی خزائن ص۲۲ ج۲۲)

اب ان عبارتوں میں مرزا صاحب کے نزدیک بھی مہر لگانے کے معنی بند کرنے کے ہیں۔

عہد نبوت سے لے کر اب تک تمام امت کے علماء، صلحاء، مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین، اولیاء اور عارفین سب کے سب ختم نبوت کے یہی معنی سمجھتے چلے آئے ہیں اور بطریق تواتر یہ عقیدہ ہم تک پہنچا۔ جس طرح ہر زمانہ میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے روایت کرنے والے رہے، اسی طرح اسی تواتر کے ساتھ ختم نبوت کا عقیدہ ہم تک پہنچا ہے۔

جس طرح صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے معنی میں کوئی تاویل قابل التفات نہیں، اسی طرح ختم نبوت کے معنی میں بھی کوئی تاویل قابل التفات نہ ہوگی، بلکہ ایسے صریح اور متواتر امور میں تاویل کرنا استہزاء اور تمسخر کے مترادف ہے:

"قال حبیب بن الربیع ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل لانه امتهان ای احتقار له صلی الله علیه وسلم." (کذافی شرح الشفاء للعلامۃ القاری ص۳۹۷ ج۲)

ترجمہ: "حبیب بن الربیع فرماتے ہیں: صریح الفاظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شارع علیہ السلام کی توہین اور تحقیر ہے۔"

چنانچہ بعض لوگوں نے آیات صلوٰۃ و زکوٰۃ میں یہ تاویل کی ہے کہ صلوٰۃ، زکوٰۃ اور حج فرائض کے نام نہیں بلکہ چند نیک اشخاص کے نام ہیں، اور مطلب یہ کہ ان کے پاس آمد و رفت رکھا کرو، صلوٰۃ اور زکوٰۃ یہ اچھے لوگ تھے، اور زنا ایک برا آدمی تھا، اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا کہ زنا کے پاس بھی مت جانا، یہ بہت برا آدمی ہے، باقی عرف میں جس کو زنا کہا جاتا ہے اس میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔

حضرات ناظرین! غور فرمائیں کہ کیا یہ قرآن و حدیث کے ساتھ تمسخر نہیں؟ اور کیا ایسی تاویل کسی کو کفر سے بچا سکتی ہے؟ اسی طرح ظلی اور بروزی کی تاویل بھی قرآن و حدیث کے ساتھ تمسخر ہے۔

آپ انصاف سے فرمایئے کہ اگر آج کوئی پاکستان میں یہ دعویٰ کرے کہ میں "قائداعظم" کا

"ظل" اور "بروز" بن کر آیا ہوں بلکہ یہ کہے کہ میں تو "قائداعظم" کا "عین" ہوں میرے اس دعویٰ سے "قائداعظم" کی قیادت میں کوئی فرق نہیں آتا اور مجھ کو اختیار ہے کہ میں "قائداعظم" کے جس حکم کو چاہوں ردی کی ٹوکری میں ڈال دوں تو کیا ایسا مدعی حکومت کے نزدیک قابل گردن زدنی نہ ہوگا؟ اور کیا حکومت کے نزدیک کسی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا نام "قائداعظم" رکھے؟ یا اخبارات اور اشتہارات میں اپنے آپ کو پاکستان کا وزیراعظم لکھ سکے؟ حالانکہ یہ ممکن ہے کہ یہ شخص وزیراعظم سے علم وعقل فہم وفراست تدبر وسیاست میں بڑھا ہوا ہو کیونکہ ووٹ کی وزارت میں کھوٹ ممکن ہے۔ لیکن نبوت و رسالت کی بارگاہ میں ان خرافات کو پر مارنے کی بھی مجال نہیں۔ پس جبکہ قائداعظم اور وزیراعظم نام رکھنا بغاوت اور جرم عظیم ہے تو کیا کسی کا یہ دعویٰ کہ میں رسول اعظم ہوں یہ بغاوت اور کفر عظیم نہ ہوگا؟

بہت سے یہود ونصاریٰ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت فقط عرب کے ساتھ مخصوص تھی تمام عالم کے لئے عام نہ تھی تو کیا اس تاویل کی وجہ سے ان یہود ونصاریٰ کو مسلمان کہا جاسکتا ہے؟

اگر "لا نبی بعدی" میں یہ تاویل درست ہے کہ آپ کے بعد کوئی مستقل رسول نہیں ہوسکتا تو کیا اگر مدعی الوہیت "لا الہ الا اللہ" کے یہ معنی بیان کرے کہ اللہ کے سوا کوئی مستقل خدا نہیں؟ البتہ ظلی اور بروزی اور مجازی خدا اور بھی ہوسکتے ہیں تو یہ تاویل کیوں درست نہیں؟

سامری کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ یہ بچھڑا مستقل خدا ہے بلکہ اس کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا اس میں حلول کر آیا ہے جیسے ہندوؤں کا اپنے اوتاروں کے متعلق عقیدہ ہے کہ خدا ان میں حلول کر آیا تھا۔ ہندو اپنے اوتاروں کو مستقل خدا نہیں مانتے۔ اسی طرح مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوں اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں حلول کر آئے ہیں (نعوذ باللہ)۔

مرزا قادیانی کا تمسخر تو دیکھئے کہ یہ کہتا ہے کہ میری آمد سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے نبوت پر مہر لگائی مگر مرزا صاحب نے نبوت کو اس طرح چرایا کہ اللہ کی لگائی ہوئی مہر بھی نہ ٹوٹی اور نبوت بھی چرالی اسی لئے میں کہتا ہوں کہ مسیلمہ پنجاب (مرزا غلام احمد قادیانی) یمن کے مسیلمہ کذاب سے چالاکی اور عیاری میں کہیں بڑھ کر ہے۔

ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں کہ مرزا صاحب کی تاویلات مہملہ کی طرف کوئی توجہ کریں دیکھنا یہ ہے کہ جس نبی پر خاتم النبیین کی آیت اتری اس نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے؟ اور امت کو کیا معنی سمجھائے؟ اور عہد صحابہ کرامؓ سے لے کر اس وقت تک پوری امت اس آیت کے کیا معنی سمجھتی رہی؟ کیا چودہ سو سال کے علمائے امت اور ائمہ لغت وعربیت کو عربی لغت کی اتنی بھی خبر نہ تھی جتنا کہ قادیان کے ایک دہقان کو ٹوٹی پھوٹی عربی کی خبر تھی؟

مرزا صاحب نہ پنجابی نہ اردو نہ فارسی نہ عربی اور نہ انگریزی کسی (بھی) زبان کے ادیب (نہیں) تھے ان کے معاصر بلکہ ان کے بہت سے منکر اور کافر اردو فارسی اور عربی مرزا صاحب سے بہتر جانتے تھے۔ اس پر تمام امت کے علماً کی نسبت (ان کا) یہ کہنا کہ خاتم النبیین کی آیت کا مطلب نہیں سمجھا کیا کھلا ہوا مراق اور مالیخولیا نہیں؟ (جس کا خود مرزا صاحب کو بھی اقرار ہے)۔

علاوہ ازیں دعوائے نبوت سے پہلے مرزا صاحب بھی خاتم النبیین کے وہی معنی بیان کرتے تھے جو امت کے تمام علماً بیان کرتے چلے آئے اور مرزا صاحب صاف طور پر یہ لکھتے آئے کہ جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے دعوائے نبوت کے بعد اس پر تاویل کا رنگ چڑھانا شروع کیا جو قابل التفات نہیں۔

اب مرزا صاحب کے اس بارے میں دو قول ہیں: ایک قول قدیم ہے جو علمائے امت کے موافق ہے اور ایک قول جدید ہے جو مسیلمہ کذاب کے مطابق ہے اور مرزا صاحب کا یہ اقرار ہے کہ مجھ کو مراق اور مالیخولیا کی بیماری ہے۔ لہٰذا مراقی کے اقوال جب مختلف ہوں تو مراقی کا وہی قول قبول کیا جائے گا جو کہ مراق سے قبل تمام عقلائے امت کے مطابق اس کی زبان سے نکل چکا ہے۔

ہم مسلمانوں کے لئے تو گنجائش ہے کہ مرزا صاحب کے مراق اور مالیخولیا میں کوئی تاویل کرلیں کہ وہ حقیقتاً مراقی نہ تھے بلکہ کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر مجازاً اپنے آپ کو مراقی کہہ گئے لیکن قادیانیوں پر فرض قطعی ہے کہ وہ مرزا صاحب کے مراق اور مالیخولیا پر بلا کسی تاویل کے ایمان لائیں ورنہ اگر مرزا صاحب کے مراقی اور مالیخولیائی ہونے میں ذرا بھی شک کریں گے تو وہ کافر اور مرتد ہوجائیں گے نبی جو کہے اس پر بے چون وچرا ایمان لانا فرض ہے۔

☆☆.........☆☆

اسلام اور احترامِ انسانیت

مفتی محمد سلمان منصور پوری

رشتے داری کا خیال رکھنا:

اسلام کی انسانی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے اعزاء و اقرباء اور رشتے داروں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرے اور ان کی حتی الامکان خبر گیری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے، حتیٰ کہ اگر کوئی رشتے دار کسی وجہ سے ناراض بھی ہو جائے، پھر بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا انتہائی اجر و ثواب کا باعث ہے، اس لئے کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیا میں امن و امان کے قیام اور فتنہ و فساد سے حفاظت کے لئے سب سے پہلے گھر، گھر اور خاندان، خاندان میں اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے پر اعتماد کا وجود لازم ہے، اگر گھر اور قبیلے میں امن کی فضا پیدا نہیں ہوگی تو پھر یہ دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جائے گی، اس لئے اسلام نے نہایت ہی تاکید سے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی تلقین فرمائی ہے، جو لوگ صلہ رحمی کا خیال کرتے ہیں، ان کی تعریف کی گئی ہے، اور جو قطع رحمی کے مرتکب ہیں، ان کی مذمت بیان ہوئی ہے، قرآن کریم میں صلہ رحمی کرنے والوں کی تعریف میں فرمایا گیا ہے:

"اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو
اللہ نے ملانے کو فرمایا ہے، اور ڈرتے ہیں
اپنے رب سے، اور اندیشہ رکھتے ہیں
برے حساب کا۔" (سورۃ رعد:۲۱)

آگے ایسے لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے، جب کہ ان کے برخلاف رشتہ داریوں کو قطع کرنے والے لوگوں کی سخت مذمت کرتے ہوئے انہیں جہنم کی وعید اس طرح سنائی گئی ہے:

"اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں عہد
اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد، اور قطع کرتے
ہیں اس چیز کو جس کو جوڑنے کا اللہ نے حکم
فرمایا ہے، اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں
ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان
کے لئے ہے برا گھر۔" (سورۃ رعد:۲۵)

نیز احادیث طیبہ میں بھی صلہ رحمی کی انتہائی تاکید وارد ہے:

☆......حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے تو اسے چاہئے کہ رشتہ داریوں کو جوڑ کر رکھے۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۸۵ حدیث ۵۷۵۱، الترغیب و الترہیب ج۳ ص۲۲۷)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ رشتہ داری عرش خداوندی پکڑے ہوئے (قیامت میں) کہے گی کہ جو مجھے جوڑے گا اللہ اسے جوڑے گا (اللہ اس پر رحم و کرم فرمائے گا) اور جو شخص مجھے کاٹے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔ (بخاری ج۲ ص۸۸۶، مسلم ج ۲ ص ۳۱۵، الترغیب والترہیب ج۳ ص۲۲۹)

☆......حضرت ام کلثوم بنت عقبہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے سے بغض رکھنے والے رشتہ دار پر صدقہ کرے۔ (رواہ الطبرانی، الترغیب والترہیب ج۳ ص۲۳۱)

☆......حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے سب سے بہترین اخلاق پر رہنمائی نہ کروں؟ وہ یہ ہے کہ تم اپنے سے رشتہ داری کاٹنے والے کے ساتھ جوڑ کا معاملہ کرو اور جو تمہیں محروم کرے، اس کو عطا کرو، اور جو تم پر ظلم کرے، اس کو معاف کرو۔ (الترغیب و الترہیب ج۳ ص۲۳۲)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نیکیوں میں سب سے جلدی ثواب صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ملتا ہے اور برائیوں میں سب سے جلدی سزا بغاوت اور قطع رحمی کی ملتی ہے۔ (ابن ماجہ ۳۲۰، الترغیب و الترہیب ج۳ ص۲۳۲)

یہ ہے رشتہ داری کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ! اس کے برخلاف آج دنیا میں روز بروز رشتے ناتے کی اہمیت ختم ہوتی جارہی ہے اور قرابت داری کے بندھن ٹوٹتے جارہے ہیں' بالخصوص مغربی دنیا میں ہر شخص مادر پدر آزاد ہے اور ہر انسان صرف اپنے مفاد کو فوقیت دیتا ہے' قرابت اور عزیزداری کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ گئی' ایسا بے نیاز اور خودغرض معاشرہ بھلا انسانیت نواز کیسے ہوسکتا ہے؟

یتیموں کی خبرگیری:

اسلام نے ان معصوم بچوں کی خبرگیری کی تاکید کی ہے جو بچپن ہی میں باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ عام طور پر دنیا میں یتیموں کا حال ناگفتہ بہ ہوتا ہے' اجنبی تو دور کی بات' خود ان کے رشتے داران بے سہارا یتیموں کے حقوق غصب کرنے کے درپے رہتے ہیں اور یہ معصوم بچے انتہائی گھٹن اور تنگی میں زندگی گزاردیتے ہیں' اسلام نے جہاں ان پر ظلم اور ان کے مال میں خیانت کو جرم عظیم قرار دیا ہے' وہیں ان کی خبرگیری اور ان کے ساتھ خیرخواہی کو ثواب عظیم کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن میں یتیموں کے مال کو غصب کرنے والے ظالموں کو سخت وعید سناتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"جو لوگ کہ کھاتے ہیں مال یتیموں کا' ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں' اور عنقریب داخل ہوں گے آگ میں۔" (النساء:۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی کفالت کرنے والے کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں دونوں اس طرح ساتھ ہوں گے جیسے کہ شہادت کی اور بیچ کی انگلی۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۸' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۳)

ایک روایت میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلم یتیم بچے کو کفالت میں لے کر اس کے کھانے پینے کا انتظام کرے تو اسے اللہ تعالیٰ جنت میں ضرور داخل کرے گا' الا یہ کہ وہ (خدانخواستہ) ایسا گناہ کر بیٹھے جو نا قابل معافی ہو۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۳' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نظر میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم باعزت طریقے پر رہتا ہو' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ مسلمانوں کا سب سے اچھا گھرانہ وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو' اور سب سے بدترین گھرانہ وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۶)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے دل کی سختی کی شکایت کرنے لگا تو آپؐ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے دل میں نرمی آجائے اور تمہاری ضرورت پوری ہوجائے؟ تو تم یتیم پر رحم کیا کرو اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور اپنا کھانا اسے کھلایا کرو تو تمہارا دل نرم ہوجائے گا اور تمہاری ضرورت پوری ہوجائے گی۔ (رواہ الطبرانی الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۷)

بہرحال اسلام نے یتیموں کی خبرگیری پر بڑا زور دیا ہے' جو اسلام کی انسانیت نوازی کی واضح علامت ہے۔

بیواؤں اور مسکینوں کی رعایت:

معاشرے کے دبے کچلے افراد جن کا کوئی سہارا نہ ہو اور جن کی طرف سے کوئی وکالت کرنے کو تیار نہ ہو' ان کی حمایت اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے جدوجہد بھی اسلام میں انتہائی اہم ترین عمل ہے' قرآن کریم میں جابجا مسکینوں پر رحم و کرم کی تلقین کی گئی ہے' نیز احادیث طیبہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کمزور لوگوں کی حمایت کو انتہائی باعث اجر و ثواب عمل قرار دیا ہے۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کی مدد کرنے والا شخص اللہ کے راستے میں مسلسل نماز پڑھنے والے اور دن میں مسلسل روزے رکھنے والے شخص کی طرح ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۸' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۸)

پڑوسیوں کا خیال رکھنا:

اسلام ایک فطری اور اجتماعی مذہب ہے' اس کی انسانیت نواز تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہ کر زندگی گزارنے کی تاکید کرتا ہے۔ آج کل کے نام نہاد مہذب معاشرے کی طرح نہیں کہ جس میں ہر جگہ انفرادیت ہی انفرادیت ہے اور ہر انسان صرف اپنی غرض کا غلام ہے' دوسرے کی زندگی سے اسے کوئی واسطہ اور مطلب نہیں' یہ انفرادیت پسندی انسانیت نہیں' بلکہ جانوروں کی سی زندگی ہے جہاں ہر فرد دوسرے سے مستغنی ہو کر صرف اپنے

ذاتی مفاد کو فوقیت دی جاتی ہے' آج مغربیت زدہ "پوش کالونیوں" میں جا کر دیکھنے سے یہ المناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایک محلہ میں دو پڑوسی سالوں سے رہتے ہیں مگر ایک کو دوسرے کی حالت کا کوئی علم نہیں۔

آج حال یہ ہے کہ دور دراز رہنے والوں سے تو اپنے مفادات کی وجہ سے تعلقات بڑھائے جانے کی فکر کی جاتی ہے لیکن اپنے قریبی پڑوسیوں پر کیا گزر رہی ہے؟ اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اسلام اس طرز فکر کا قطعاً مخالف ہے' اور اس بہیمانہ زندگی کو انسانیت کے خلاف تصور کرتا ہے' پڑوسی خواہ کوئی بھی ہو' اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات میں داخل ہے۔ پڑوسی تین طرح کے ہوسکتے ہیں:

۱:...... وہ پڑوسی جو رشتہ دار ہو اور مسلمان ہو' اس کے تین حق ہیں: اوّل اسلام کا' دوسرے رشتے داری کا' تیسرے پڑوسی ہونے کا۔

۲:...... وہ پڑوسی جو اجنبی ہو مگر مسلمان ہو' اس کے دو حق ہیں: اوّل مسلمان ہونے کا' دوسرا پڑوسی ہونے کا۔

۳: وہ پڑوسی جو اجنبی ہو اور غیر مسلم ہو اس کا ایک ہی حق ہے یعنی پڑوسی ہونے کا۔

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ ہمارا رشتہ دار بھی ہے یا نہیں؟ یا وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ بلکہ پڑوسی ہونے کے اعتبار سے ان کے ساتھ یکساں طور پر حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے' اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ہدایات فرمائی ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

☆...... حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو اسے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ (مسلم ج ۱ ص ۵۰' الترغیب والترہیب ص ۲۴۲ ج ۳)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک ساتھیوں میں سب سے اچھا ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کی نظر میں اچھا ہو' اور پڑوسیوں میں اللہ کی نظر میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کی نظر میں اچھا ہو۔ (رواہ الترمذی' الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۵)

☆...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل برابر مجھ کو پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرماتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اس کو وراثت میں بھی شریک کرنے کا حکم دے دیں گے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۹' مسلم ج ۲ ص ۳۲۹' الترغیب و الترہیب ج ۳ ص ۲۴۵)

☆...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! پڑوسی کا کیا حق ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ تم سے قرض مانگے تو تم اسے قرض دے دو' اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو تم اس کی مدد کرو' اور اگر وہ محتاج ہو تو اس کی اعانت کرو' اور اگر وہ مریض ہو تو اس کی عیادت کرو' اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اسے کوئی خوشی کی بات میسر ہو تو اسے مبارک باد دو' اور اگر اس پر کوئی مصیبت آ پڑے تو اسے تسلی دو' اور جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو' اور اس کی اجازت کے بغیر اتنی اونچی عمارت نہ بناؤ' جس سے اس کی ہوا رک جائے' اور اپنے کھانے کی خوشبو سے اسے اذیت مت دو' الا یہ کہ پکا کر کچھ اس کے یہاں بھی بھیج دو۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۳)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے قریب میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۴۳)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو' وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۹' مسلم ج ۱ ص ۵۰' الترغیب و الترہیب ج ۳ ص ۲۳۸)

☆...... حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا کہ قسم بخدا! وہ شخص مومن نہیں' تو آپؐ سے پوچھا گیا کہ کون یا رسول اللہ؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جس کے پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۹' الترغیب و الترہیب ج ۳ ص ۲۳۹)

ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے اس پہلو پر کتنی توجہ فرمائی ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات میں انسانیت نوازی کا ایک نہایت

[redacted]

روشن ورق ہے، جس کی طرف سے آج دنیا برابر غفلت برت رہی ہے۔

مصیبت زدگان اور مسافروں کی مدد:

اسلام نے انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو وقتی مصائب سے دوچار ہونے والے افراد کی مدد پر بھی آمادہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں کئی جگہ مسافروں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنے کی تلقین کی گئی ہے حتیٰ کہ زکوٰۃ وصدقات کے مصارف میں سے ایک اہم مصرف مسافروں کی مدد کا بھی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

”زکوٰۃ جو ہے سو وہ ہے حق مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور جن کا دل لبھانا مقصود ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان (غلاموں کو آزاد کرنے میں) بھریں، اور اللہ کے راستے میں اور راہ کے مسافر کو۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ میں شروع ہی سے انسانی ہمدردی سب سے فوقیت رکھتی تھی چنانچہ جب آپ کو نبوت عطا ہوئی تو آپ کی زوجہ محترمہ نے تسلی کے لئے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ آپؐ کے اخلاق طیبہ پر پوری روشنی ڈالتے ہیں، حضرت خدیجہؓ نے فرمایا تھا:

”ہرگز نہیں! آپ خوشخبری قبول فرمایئے! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ فرمائے گا، قسم بخدا! آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں، مصیبت زدہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں، لاچاروں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی فرماتے ہیں اور حادثات وغیرہ میں متاثرین کی مدد فرماتے ہیں۔“

الغرض مصیبت زدگان اور پریشان حال لوگوں کا تعاون ایک اسلامی فریضہ اور انسانیت نوازی کا عظیم الشان مظاہرہ ہے، جس کی اسلام نے تلقین کی ہے۔

غلاموں، ملازموں کے ساتھ حسن سلوک:

اسلام سے پہلے غلاموں کے ساتھ بدترین مظالم روا رکھے جاتے تھے، وہ ہر منصفانہ حق سے پوری طرح محروم تھے اور انسانی اعتبار سے انہیں ایک آزاد شخص کے برابر سمجھنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اسلام نے اپنی اعلیٰ انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے غلاموں کو ان کے جائز حقوق دلانے کے لئے جدوجہد کی، قرآن کریم میں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ (سورۂ نساء)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے معاون ہیں، جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے قبضے میں دے دیا ہے، لہٰذا جب کسی کے قبضے میں اس کا بھائی آئے (یعنی کوئی شخص غلام کا مالک بنے) تو اپنے کھانے ہی میں سے اسے کھلائے اور اپنے لباس میں سے اسے پہنائے، اور تم ان سے اتنا بھاری کام نہ لو جو ان کے بس میں نہ ہو، اور اگر ایسا کام لینا ہی ہو تو خود ان کی مدد کرو۔ (بخاری ج ۱ ص ۹)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کے چہرے یا بدن پر مارے تو اس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔ (مسلم ج ۲ ص ۵۱، ابوداؤد ج ۲ ص ۷۰۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کے حقوق کا کس قدر خیال تھا؟ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انتقال سے قبل آپؐ نے آخری تاکید نماز پڑھنے اور غلاموں کی رعایت رکھنے کی فرمائی ہے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۷۰۱)

آج دنیا میں نوکروں اور ملازموں کی کتنی حق تلفیاں کی جاتی ہیں؟ کس طرح ان کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں؟ کیسی کیسی اذیتوں سے انہیں دوچار ہونا پڑتا ہے؟ وہ ناقابل بیان ہے، اسلام نے ہر فرد کے دل میں اس بات کا ڈر پیدا کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماتحت پر زیادتی کرے گا تو اس کو اس کا بدلہ آخرت میں دینا ہوگا۔

ایک صحابی حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا، اسی دوران میں نے اپنے پیچھے یہ آواز سنی کہ: ”اعلم ابا مسعود“ (ابو مسعود خبردار!) مگر میں غصہ کی شدت کی وجہ سے یہ نہیں سمجھ سکا کہ آواز دینے والا کون ہے، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب آگئے تو مجھے احساس ہوا کہ آپؐ ہی مجھے آواز دے رہے تھے، چنانچہ آپ کی ہیبت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو مسعود! اچھی طرح جان لو کہ جتنا تم اپنے اس غلام کو مارنے پر قادر ہو، اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے پر قادر ہے، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً عرض کیا کہ حضرت! میں اب کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے اسے (غلام کو) فوراً آزاد کردیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تم کو جھلسا دیتی۔ (مسلم ج ۲ ص ۵۱)

اس روایت سے بھی اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت:

اسلام نے انسانیت نوازی کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہوئے اہل ایمان کو بڑی عمر کے افراد کی عزت کرنے اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی تعلیم دی ہے اور اس میں بھی رشتہ داری یا رنگ ونسل کی کوئی تفریق نہیں ہے، جو شخص بھی بڑی عمر کا ہو وہ اپنی عمر کے اعتبار سے عزت واحترام کا مستحق ہوتا ہے، اسی طرح بچہ خواہ کسی کا ہو وہ اپنے بچپن کے اعتبار سے شفقت کا مستحق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے۔" (ترمذی ج۲ ص۳۴۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نوجوان شخص کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی بنا پر تکریم کرے تو اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے بوڑھے ہونے پر اس کے ساتھ بھی ایسے ہی اکرام کرنے والے کو مقرر فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ ج۲ ص۴۲۳)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات بھی اللہ کی عظمت میں شامل ہے کہ آدمی کسی بوڑھے مسلمان کی (اس کے بڑھاپے کی بنا پر) عزت کرے۔ (مشکوٰۃ ج۲ ص۴۲۳)

اسی طرح بچوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ اسلام کی اہم تعلیم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ کے بچے لائے جاتے تو آپ ہر ایک کے ساتھ انتہائی شفقت کا معاملہ فرماتے، ان کو اپنی گود میں بٹھاتے اور ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھتے تا آنکہ ان بچوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت جاگزیں ہو جاتی تھی۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ:

مذہب اسلام میں صنف نازک یعنی خواتین کو ان کا حقیقی اور واقعی مرتبہ عطا کرنے پر بھی بھرپور توجہ دی گئی ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں عورتوں کا بدترین استحصال عام تھا۔ دنیا کے کسی بھی مذہب اور قوم میں عورتوں کو واقعی حقوق حاصل نہیں تھے، ہر جگہ عورت کو محض ایک باندی اور مرد کی تسکین قلب کا ذریعہ سمجھ کر معاملہ کیا جاتا تھا، حتیٰ کہ بہت سے شقی القلب افراد رشتہ داری سے بچنے کے لئے اپنی معصوم بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا کرتے تھے، ایسے سنگین ظالمانہ ماحول میں اسلام نے عورت کو عزت دینے کا نعرہ بلند کیا، اور ثابت کیا کہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش کا تسلسل ایک ہی ذات حضرت آدم علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے، لہٰذا ان دونوں اصناف میں ظالمانہ تفریق کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اخلاقی اور سماجی اعتبار سے دونوں کے حقوق اور ذمہ داریاں متعین ہیں، اور ہر صنف کو اپنے حقوق کے مطالبہ اور اپنی ذمہ داریاں بجالانے کا حق حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"عورتوں کا بھی حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔"

مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت صرف دنیوی نظام کی بقا کے لئے ہے ورنہ اللہ کی نظر میں محض کسی شخص کا مرد ہونا اس کی مقبولیت کی دلیل ہے اور نہ عورت کا عورت ہونا اس کی مقبولیت میں رکاوٹ ہے، بلکہ اللہ کے یہاں اصل معیار اس کے احکامات کی بجاآوری ہے، لیکن چونکہ مرد وعورت کی ساخت اور جسمانی بناوٹ میں قدرتی فرق ہے، اس لئے اسلام نے دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ متعین کر دی ہیں، مساوات کا نعرہ لگا کر ان فطری ذمہ داریوں کو خلط ملط کیا جائے گا تو انسانیت مجروح ہو جائے گی اور نظام کائنات "غتربود" ہو جائے گا، اسلام نے عورت کے نان نفقہ کی مکمل ذمہ داری اس کے نگراں مردوں پر رکھی ہے، شادی سے قبل باپ یا دیگر رشتہ داروں پر اور شادی کے بعد شوہر پر اس کے خرچ کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھا کر عورت کو کمانے پر مجبور کرنا اسلام کی نظر میں انسانیت پر ظلم ہے جس سے بچنا لازم ہے، اسلام کی نگاہ میں عورت کی عفت وعصمت اس کے لئے سب سے زیادہ قیمتی اور عزت کی چیز ہے۔ اگر عورت کی عفت داغدار ہو جائے تو اس کے مفاسد اتنے خطرناک ہوتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، اس لئے اسلام نے انسانیت کی بقا اور تحفظ کے لئے عورت کی عفت وعصمت کو مکمل طور پر تحفظ فراہم کرنے کی تعلیمات اپنے ماننے والوں کو دی ہیں۔ عورتوں کو نکاح اور پردہ کا پابند بنانا ان کو محصور اور مقید کرنے یا انہیں حقوق سے محروم کرنے کے لئے ہرگز نہیں ہے، بلکہ یہ حکم عورت کی سب سے بڑی دولت عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے ہے۔ اسلام عورت کی نازک اور گراں قدر عزت وحرمت کو خیانت والی دزدیدہ نگاہوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے تاکہ عورت کی تابناکی میں بال برابر فرق نہ آنے اور یہ صنف نازک مکمل سکون، پاکیزگی اور سہاگ کاری کے ساتھ دنیا میں زندگی گزارتی رہے۔

باقی صفحہ 19 پر

فریضۂ دعوت و تبلیغ

محمد یعقوب لیث شمسی

''انسانی تخلیق کا مقصد عبادت ہے۔'' (القرآن)

انسان پیدائش سے موت تک اور مہد سے لحد تک احکام خداوندی اور سنن نبویؐ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے زندگی گزارے اور دوسروں کو اسی نہج پر زندگی گزارنے کی ترغیب دے' اس دنیا میں سکون و طمانیت' عزت و وقار' بلندی و سرداری' حیات طیبہ' خلافت و نیابت اور آخرت میں جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفرازی کا وعدہ ہے' ارشاد باری ہے:

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مسلمان اور فرمانبردار بن کر مرو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔'' (سورۃ آل عمران:۱۰۲'۱۰۳)

ان مذکورہ آیات میں تقویٰ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ تقویٰ تمام نیکیوں کی اصل اور بنیاد ہے' یہ آ جائے تو پھر گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ گویا تقویٰ کے ذریعہ ہر فرد اپنی اصلاح اور درستگی کرے' اور سلسلۂ اسلام سے وابستہ ہو جائے۔ ان صالح افراد کے مجموعہ سے ایک صالح اور مثالی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل ہوگی۔

انفرادی اصلاح کے ساتھ اجتماعی اصلاح کی جدوجہد اور کوشش بھی کی جائے۔ خود بھی دین پر چلے اور دوسروں کو بھی دین پر چلنے کی دعوت دے۔

دعوت الی اللہ اور اعلائے کلمۃ اللہ مسلمانوں پر فرض ہے۔ اسی دعوت پر ایمان کی تقویت' نصرت اور فتح و کامرانی کا وعدہ ہے۔ اس کے بارے میں قرآن و حدیث میں واضح ارشادات موجود ہیں۔ بقول شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ تقریباً ساٹھ آیات تو میری کوتاہ نظر سے اس کی ترغیب و توصیف میں گزر چکی ہیں۔ اگر کوئی دقیق النظر غور سے دیکھے تو نہ معلوم کس قدر آیات معلوم ہوں۔

مسلمانوں کی چودہ سو سالہ زندگی کی تاریخ کے اوراق میں ڈھونڈنے کی کوشش کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر عہد میں اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم بندوں نے اس کار نبوت کو حتی الوسع انجام دے کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی مثال پیش کی ہے۔

خود سید البشر' فخر رسل' حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دین کی خاطر ہر طرح کے مصائب برداشت کئے' گالیاں سنیں' فاقے کئے' مجنون اور دیوانہ کہہ کر پکارے گئے' ظلم و ستم کا نشانہ بنے' غزوات میں شرکت رہی' دندان مبارک شہید کرایا اور اپنے چہیتوں اور نواسوں کو قربان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مشن ہی یہی تھا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہر کچے اور پکے مکان تک پہنچ جائے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف بلایا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے' اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔'' (سورۃ آل عمران:۱۰۴)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ اس کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''قومی اور اجتماعی زندگی کے لئے یہ ضروری تھا کہ ان کا کوئی مضبوط اور مستحکم رشتۂ وحدت ہو' جس کو پہلی آیت میں ''اعتصام بحبل اللہ'' کے ذریعہ واضح فرمایا گیا ہے۔ اس طرح رشتہ کو قائم اور باقی رکھنے کے لئے یہ دوسرا عمل بھی ضروری ہے جو مذکورہ آیت میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ یعنی دوسرے بھائیوں کو احکام قرآن و سنت کے مطابق اچھے کاموں کی ہدایت اور برے کاموں سے روکنے کو ہر شخص اپنا فریضہ سمجھے تاکہ اللہ کی رسی اس کے ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے' کیونکہ بقول استاد مرحوم شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اللہ تعالیٰ کی رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی' ہاں چھوٹ سکتی ہے۔'' (معارف القرآن ۲/۱۳۶)

اس سورۂ آل عمران میں آگے ارشاد ہے:

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو' کیونکہ تم نیک کاموں کا لوگوں کو حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔" (آیت:۱۱۰)

اس آیت میں پوری امت مسلمہ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ عائد کیا گیا ہے' اور خیر امت کا تاج پہنایا گیا ہے' علت فضیلت اور سبب افتخار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے' اس سے ایمان کو تقویت ہوگی' جیسا کہ آیت بالا میں ایمان کا ذکر بعد میں ہوا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد کا مفہوم ہے: "جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کریں گے' ان کے لئے ہدایت کے لئے رستے کھول دیں گے۔"

اسی سلسلے میں مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں:

"کہہ دو یہ میرا راستہ ہے' بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جتنے میرے تابع ہیں۔" (سورۂ یوسف:۱۰۸)

"اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔" (حم سجدہ:۳۳)

آج فلاحی کاموں کو حد سے زیادہ ترجیح دی جاتی ہے' اور دعوت کے کاموں سے بے پروائی برتی جاتی ہے' اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

"کیا تم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص (کے عمل) کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور روز قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ لوگ برابر نہیں اللہ کے نزدیک۔" (سورۂ توبہ:۱۹)

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ "بیان القرآن" میں اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"اوپر مشرکین کے شنائع مذکور تھے' چونکہ ان کو اپنے بعض اعمال جیسے مسجد حرام کی خدمت اور حجاج کو پانی پلانے وغیرہ پر افتخار تھا' اس لئے آگے سابق مضمون کی تتمیم کے لئے ان باتوں کا چند آیتوں میں جواب دیتے ہیں' اور اسی کے ضمن میں مسلمانوں کے ایک اختلافی مسئلہ کا جس میں اس وقت کلام ہوا تھا کہ ایمان کے بعد افضل الاعمال آیا عمارت مسجد حرام اور سقایہ حجاج ہے یا جہاد؟ آیت اجعلتم الخ میں جواب دیتے ہیں۔" (صفحہ ۲۲۹)

فلاحی اور استحبابی امور اور نفلی عبادات میں غلو اور فرائض و واجبات میں کوتاہی عام دستور ہے' حالانکہ اعمال میں بھی بہ لحاظ حسب مراتب انہماک لازمی اور لابدی ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے:

"تم میں سے جب کوئی شخص برائی کو دیکھے تو چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے کام لے کر اس کو دور کر دے' اور اگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو دل سے برا جانے اور یہ آخری صورت ایمان کی بڑی کمزوری کا درجہ ہے۔" (مسلم)

دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی گئی تھی جس کا ذکر سورۂ مائدہ میں کیا گیا ہے:

"اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے' آپ سب پہنچا دیجئے۔" (آیت:۶۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی و مدنی زندگی شاہد ہے کہ آپؐ نے اس دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دیا۔ نتیجتاً تئیس سال کی مختصر مدت میں پورا عرب حلقۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپؐ نے یہ ذمہ داری امت کو سونپتے ہوئے فرمایا: "حاضر لوگ غائب تک دین کو پہنچائیں" اور یہ بھی فرمایا: "دین کی ایک بات بھی جانتے ہو تو دوسروں کو پہنچا دو۔"

مندرجہ بالا آیات اور احادیث میں عمومیت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری امت مسلمہ کے ہر ہر فرد پر ڈالی گئی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے یہی جان نثاری کا ثبوت دیا' اور دین سے ساری دنیا میں پھیل گئے' وہ رات کے راہب اور دن کے شہسوار تھے۔ صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہ کی قربانیوں کی وجہ سے آج سارے عالم میں مسلمان نظر آ رہے ہیں۔

اس مادیت اور کفر و الحاد کے دور میں دین سمٹتا جا رہا ہے' بے دینی عام ہو رہی ہے' ضلالت و گمراہی کا دور دورہ ہے' ٹی وی کے ذریعہ شراب' زنا' عریانیت اور فحاشی کی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ موجودہ تعلیم کی پروردہ نئی نسل مذہب کا مذاق اڑاتی ہے۔ مغربی تہذیب کے سیلاب سے مذہبی اور اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل رہا ہے۔ مسلمان بغیر کلمہ

اور نماز کے اس دنیا سے جا رہے ہیں۔ ایسے نازک حالات میں مسلمانوں کا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا مناسب نہیں۔

آج دعوت و تبلیغ کے نام سے جو محنت چل رہی ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے' نئے جام میں پرانی شراب ہے' نئے مینا میں پرانی صہبا ہے' اس دعوت کے مورث اول حضرت مولانا محمد الیاسؒ عالم باعمل' خانوادہ شاہ ولی اللہؒ سے وابستہ اور اسلاف کا نمونہ تھے' ایمان' تعلق باللہ اور خلوصیت وللہیت کے پیکر تھے' عشق خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھے۔ ان کے دل میں دین کا بڑا درد تھا۔ احیاء دین وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تادم حیات کوشاں رہے۔ داعی' دعوت اور طریق دعوت تینوں اسوۂ نبوت کے مطابق ہونے چاہئیں۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی شخصیت کے بارے میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں ایسی شخصیت' اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے' جس کو دین کے موثر اور زندہ جاوید ہونے کے ثبوت کے طور پر اور صحابہ کرامؓ کے عشق اور خیرالقرون کے دینی جنون و بے قراری اور اس دور کی خصوصیات کا ایک اندازہ کرنے کے لئے اس زمانہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔" (دینی دعوت صفحہ:۳۱)

دین کا بڑا درد اللہ جل شانہ نے حضرت مولانا محمد الیاسؒ کو عطا فرمایا تھا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اس کی تصویر کشی کی ہے:

"مولانا (محمد الیاسؒ) کا سا درد اور بے قراری دیکھنے میں نہیں آئی' جس شخص نے نہیں دیکھا وہ تصور نہیں کرسکتا' بعض وقت ماہی بے آب کی طرح تڑپتے' آہیں بھرتے اور فرماتے: میرے اللہ! میں کیا کروں' کچھ ہوتا نہیں۔ کبھی کبھی دین کے اس درد اور فکر میں بستر پر کروٹیں بدلتے اور بے چینی بڑھتی تو اٹھ اٹھ کر ٹہلنے لگتے' ایک رات والدہ مولانا یوسف صاحبؒ (یعنی اہلیہ) نے پوچھا کہ آخر کیا بات ہے کہ نیند نہیں آتی؟ فرمایا کہ میں کیا بتلاؤں' اگر تم کو وہ بات معلوم ہوجائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے' دو ہوجائیں' بعض اوقات دیکھنے والوں کو ترس آتا اور تسکین دیتے' بعض وقت اس جوش کے ساتھ گفتگو کرتے کہ معلوم ہوتا کہ سینہ میں تنور گرم ہے' حمیت اسلامی اور جذبات کا طوفان برپا ہے۔"
(دینی دعوت ص ۲۱۹'۲۲۰)

مولانا موصوف نے مسلمانوں میں وہی زندگی اور ایمانی روح پیدا کرنے کی کوشش ایک خاص انداز سے کی تھی' جس میں آپ نے ساری توانائی اور فکر صرف کردی' یہ دعوت اصولی ہے' جسے مولانا قرن اول کا ہیرا فرماتے تھے' مولانا محمد منظور نعمانیؒ دعوت اور طریق دعوت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا (محمد الیاسؒ) کی دعوت بڑی عمیق اور اصولی دعوت ہے جو محض غلبۂ حال کا نتیجہ نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص اعانت وتوفیق کے ساتھ اصول دین میں غور وتدبر' قرآن وحدیث کے عمیق مطالعۂ فکر دین کے مزاج سے واقفیت اور صحابہ کرامؓ اور قرن اول کے طرز زندگی کے وسیع اور گہرے علم پر مبنی ہے۔"
(دینی دعوت ص ۳۰)

ہندوستان میں جتنی بھی تحریکیں چلی ہیں' ان میں یہ دعوت وتبلیغ اصل اول سے زیادہ قریب ہے' اور حالات اور زمانے کے عین مطابق ہے۔ ہندوستان و بیرون ہندوستان کے تمام علمائے عظام نے اطمینان اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ دعوت وتبلیغ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ رقم طراز ہیں:

"حکیمانہ تبلیغ و دعوت' امر بالمعروف' نہی عن المنکر اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس پر اسلام کی بنیاد' اسلام کی قوت ہے' اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے' اور آج سب زمانوں سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے' ور غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو مسلمان' عام مسلمانوں کو کام کا مسلمان اور قومی مسلمانوں کو دینی مسلمان بنانا ہے۔ حق ہے کہ آج مسلمانوں کے حالت دیکھ کر قرآن پاک کی ندا' "یا ایہا الذین آمنو آمنوا" اے مسلمانو! مسلمان بنو' کو پورے زور وشور سے بلند کیا جائے' شہر شہر' گاؤں گاؤں' در در پھر کر مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا کام کیا جائے اور اس راہ میں وہ جفاکشی' وہ محنت کوشی' وہ ہمت

اور قوت مجاہدہ صرف کیا جائے جو دنیا دار لوگ دنیا کے عزوجاہ اور حصول طاقت میں صرف کر رہے ہیں۔'' (دینی دعوت مقدمہ ص۲۶)

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم عالمی نبی تھے مسلمان عالمی نبی کی امت ہیں' ہماری فکریں بھی عالمی ہونی چاہئیں' سارے انسانوں کی ہدایت کی فکر ہونی چاہئے۔ امت کی بے حسی کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت محمد زکریاؒ تحریر کرتے ہیں:

''عوام اپنے کو معذور سمجھتے ہیں کہ ان کو بتلانے والا کوئی نہیں' اور علماء اپنے کو معذور سمجھتے ہیں کہ ان کی سننے والا کوئی نہیں' لیکن خداوند قدوس کے یہاں نہ عوام کا یہ عذر کافی کہ کسی نے بتلایا نہ تھا' اس لئے کہ دینی امور کا معلوم کرنا' تحقیق کرنا ہر شخص کا اپنا فرض ہے۔ اسی طرح علماء کے لئے نہ یہ جواب موزوں کہ کوئی سننے والا نہیں۔ جن اسلاف کی نیابت کے دعویدار ہیں' انہوں نے کیا کچھ تبلیغ کی خاطر برداشت نہیں فرمایا' کیا پتھر نہیں کھائے' گالیاں نہیں کھائیں' مصیبتیں نہیں جھیلیں' لیکن ہر نوع کی تکالیف برداشت فرمانے کے بعد اپنی تبلیغی ذمہ داریوں کا احساس فرما کر لوگوں تک پہنچایا۔'' (فضائل اعمال)

حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے ایک خاص طرز و انداز سے مسلمانوں کے اندر دینی و ایمانی حرارت' ذوق عبادت اور اتباع سنت پیدا کرنے کی جدوجہد کی جس سے مکمل اسلام زندگیوں میں جیتا جاگتا نظر آئے۔ مولانا خود اپنی تحریک کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے مسلمانوں کو جمیع ما جاء النبیﷺ تمام وہ باتیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ان کو سکھانا' یعنی اسلام کے پورے علمی و عملی نظام سے امت کو وابستہ کر دینا۔ یہ تو ہمارا اصلی مقصد ہے' رہی قافلوں کی چلت پھرت اور تبلیغی گشت' سو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے' اور کلمہ و نماز کی تلقین و تعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی' ''الف' ب' ت'' ہے۔''

(ملفوظات:۳۳)

وہ فرماتے ہیں:

''سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام کے زمانہ میں (جب دین ضعیف تھا اور دنیا قوی تھی) بے طلب لوگوں کے گھر جا کر ان کی مجالس میں بلا طلب تبلیغ کر کے دعوت دیتے تھے۔ طلب کے منتظر نہیں رہے' بعض مقامات پر حضرات صحابہ کو خود بھیجا ہے کہ فلانی جگہ تبلیغ کرو' اس وقت وہی ضعف کی حالت ہے' تو اب ہم کو بھی بے طلب لوگوں کے پاس خود جانا چاہئے' ملحدوں اور فاسقوں کے مجمع میں پہنچنا چاہئے اور کلمہ حق بلند کرنا چاہئے۔'' (ملفوظات صفحہ:۵۰)

آپ مزید فرماتے ہیں:

''دین کی عمومی تعلیم و تربیت کا جو طریقہ ہم اپنی اس تحریک کے ذریعہ رائج کرنا چاہتے ہیں صرف وہی طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج تھا اور اسی طرز سے وہاں عام طریقہ پر دین سیکھا اور سکھایا جاتا تھا' بعد میں جو اور طریقے اس سلسلے میں ایجاد ہوئے مثلاً تصنیف و تالیف اور کتابی تعلیم وغیرہ' سو ان کو ضرورت حادثہ نے پیدا کیا' مگر اب لوگوں نے صرف اسی کو اصل سمجھ لیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے طریقے کو بالکل بھلا دیا گیا ہے' حالانکہ اصل طریقہ وہی ہے' اور عمومی پیمانہ پر تعلیم و تربیت صرف اسی طریقہ سے دی جا سکتی ہے۔'' (ملفوظات ص:۴۷)

رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''آج امت میں کسی حد تک انفرادی اعمال کا رواج ہے' گو ان کی حقیقت نکلی ہوئی ہے' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل پوری امت کو دعوت والی محنت ملی تھی' کہ اس کے بندوں کا تعلق اللہ جل شانہ سے قائم ہو جائے' اس کے لئے انبیاء علیہم السلام والے طور پر اپنی جان و مال کا جھونک دینا اور جن لوگوں کی خاطر محنت کر رہے ہیں' ان سے کسی چیز کا طالب نہ بننا' اس کے لئے ہجرت بھی کرنا' نصرت بھی کرنا' جو دوسروں کے تعلق اللہ جل شانہ سے جوڑنے کے لئے ایمان و عمل صالح کی محنت کریں گے' اللہ جل شانہ ان کو سب سے پہلے ایمان و عمل صالح کی حقیقت سے نواز کر اپنا تعلق عطا فرمائیں گے۔''

ان اکابرین کے خیال میں دعوت والی محنت سے امت میں مجاہدہ اور ایثار و قربانی کی استعداد پیدا ہوگی' سب سے پہلے میوات میں اس محنت کا آغاز ہوا کہ دین کے لئے دنیاوی کاموں کا نقصان برداشت کیا جائے اور دنیا کا خطرہ مول لیا جائے' آج خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے لیکن عاشقانہ نہیں' ذوق عبادت ہے لیکن عبادت میں وہ محویت اور استغراق نہیں' دین اور دینی کاموں میں انہماک ہے لیکن محبوبانہ نہیں' حصول مقصد کے لئے شوق ہے لیکن وہ شیفتگی و وارفتگی نہیں' گفتار کے غازی ہیں لیکن کردار کے غازی نہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اپنی نظم ''مسجد قرطبہ'' میں کہا تھا:

کون سی وادی میں ہے کون سی منزل میں ہے
عشق بلا خیز کا قافلۂ سخت جاں

سامنے پوری اسلامی تاریخ ہے' صحابہ کی روشن اور تابناک زندگی کا باب کھلا ہوا ہے۔ وہ رات کے زاہد' دن کے شہسوار' ابدی پیغام کو لے کر صحابہؓ کا قافلہ رواں دواں ہے' اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سرگرداں ہے۔ رزم میں فولاد' اور بزم میں حریر و پرنیاں' اقبال کہتے ہیں کہ عشق والوں کا قافلہ کہاں رکا ہوا ہے' وہ مجاہدوں کا کارواں کس منزل میں محو سفر ہے' وہ کیوں نہیں آتا' جو اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اسلام کی اشاعت کرتا' ایمان' اخلاق' ایثار' رواداری اور مساوات کا درس دیتا۔ اقبال اگر زندہ ہوتے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے کہ وہ عشق والوں کا قافلہ آ چکا ہے۔ وہ لوگ جو اپنا سامان کاندھوں پر اٹھائے ہوئے گاؤں گاؤں' قصبہ قصبہ' شہر شہر اور ملک ملک دین سیکھنے اور سکھانے کے لئے گھوم رہے ہیں' دعوت و تبلیغ کے ذریعہ ایمانی حرارت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' دن میں بندوں کی خوشامد کرتے ہیں اور رات میں خالق کی' ان کی راتیں مناجات و نیاز اور سوز و گداز سے لبریز ہوتی ہیں۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ان مناظر کی تصویر کشی کی ہے:

''میوات کی اس دینی نقل و حرکت میں اس مبارک دور کی ایک ہلکی سی جھلک تھی' اگر کوئی ان مبلغین کے قافلوں کو اس حالت میں گزرتا ہوا دیکھتا کہ کاندھوں پر کمبل پڑے ہوئے ہیں' بغل میں سیپارے دبے ہوئے ہیں' چادر کے پلو میں چنے یا چند روٹیاں بندھی ہوئی ہیں' زبانیں ذکر و تسبیح میں مشغول ہیں' آنکھوں میں شب بیداری کے آثار' پیشانیوں پر سجدے کے نشانات' ہاتھ پاؤں سے جفاکشی اور مشقت کا اظہار ہو رہا ہے تو دیکھنے والے کے سامنے بیر معونہ کے ان صحابیوں کی ایک دھندلی سی تصویر پھر جاتی ہے' جو قرآن اور احکام دین کی تعلیم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جا رہے تھے اور شہید کر دیئے گئے تھے۔'' (دینی دعوت ص ۱۰۱'۱۰۲)

اسی تبلیغی تحریک کا نتیجہ ہے کہ پوری دنیا میں متاع گم گشتہ یعنی ایمان و یقین اور عمل صالح کا چرچا ہو رہا ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی طریقوں کو زندگی میں ڈھالنے کی مشق کی جا رہی ہے' عام مسلمانوں کا اخلاق بلند ہوا ہے' عوام کا علماً سے ربط بڑھا ہے' اور امت کے اندر امت پن اور اجتماعیت پیدا ہوئی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں:

''بھائیو! آپ کی یہ مجلس تبلیغ کی ہے' یہ تبلیغ اصل میں وظیفہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے' وہ کام جو تم کر رہے ہو' معمولی نہیں' میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا نے تم کو کیسی خدمت سپرد کی ہے' تم نے جو قدم اٹھایا ہے وہ مبارک ہے' اللہ پاک تمہاری جدوجہد سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور تم سے اسلام کی خدمت لے' تم ہرگز تنگ دل مت ہو' تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو اٹھانی پڑیں۔''

(ماہنامہ ''ندائے شاہی'' اگست ۱۹۹۹ء)

قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے القاب سے نوازا گیا' ان میں سے ایک ''سراج منیر'' یعنی روشن چراغ ہے' گویا اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہر مومن داعی بن کر چراغ سے چراغ جلائے' استاد محترم کلیم عاجز عظیم آبادی صاحب نے اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے:

اپنا تو کام ہے کہ جلاتے چلو چراغ
رستے میں خواہ دوست یا دشمن کا گھر ملے

☆☆..........☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی

پانچویں لڑکے حلیم و یحییٰ کی پیدائش کی پیش گوئی

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی

جنوری ۱۹۰۳ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی حمل کے آخری دنوں سے گزر رہی تھی۔ اسی اثنا میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ اسے خدا نے خبر دی ہے کہ اس حمل سے لڑکا پیدا ہوگا اور یہ پانچواں لڑکا ہوگا۔ مرزا صاحب ان دنوں "مواہب الرحمٰن" لکھ رہے تھے' اس میں انہوں نے "خدا کا یہ الہام" بھی لکھ دیا تاکہ آئندہ آنے والی قادیانی قوم کے لئے کچھ عبرت کا سامان ہو جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بشارت پر اپنی کتاب ختم کی' اور کہا کہ خدا نے اسے میری سچائی کا ایک نشان بنایا ہے:

"الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اربعة من البنین و انجز وعده من الاحسان و بشرنی بخامس فی حین من الاحیان و هذه کلها آیات من ربی یا اهل العدوان۔"

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کا فارسی میں یہ ترجمہ بھی لکھا:

"حمد خدا را کہ مرا در حالت کلاں سالی چار فرزند موافق وعدہ خود بداد و بشارت پسر پنجم نیز داد و ایں ہمہ نشان ہا از رب من اند۔" (مواہب الرحمٰن ص ۱۳۹ روحانی خزائن ج۱۹' ص:۳۶۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش گوئی کی کہ اسے خدا نے خبر دی ہے کہ اس حمل سے لڑکا پیدا ہوگا اور یہ پانچواں لڑکا ہوگا' لیکن خدا کی طرف منسوب کیا ہوا اس کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہوا' اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی اور وہ بھی چند ماہ بعد فوت ہو گئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو اس سے بہت ذلت و رسوائی ہوئی' ابھی اس واقعہ کو سال بھی نہ گزرا تھا کہ مرزا صاحب کی بیوی پھر حاملہ ہوئی' مرزا غلام احمد کو یقین تھا کہ اس حمل سے لڑکا پیدا ہوگا' اس نے خدا سے منسوب کر کے یہ الہام شائع کر دیا:

"شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔" (تذکرہ ص ۵۱۵)

ایک ماہ بعد یعنی ۲۴/ جون ۱۹۰۴ء کو "شوخ و شنگ لڑکے" کے بجائے پھر لڑکی پیدا ہوئی' جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص:۲۱۸)

اس سے ایک بار پھر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو ذلیل ہونا پڑا۔ اس کے بعد بہت سے قادیانیوں نے مرزا غلام احمد سے درخواست کی کہ اگر کچھ عرصہ کے لئے اس لڑکے کی پیدائش والی پیش گوئی کا قصہ ختم کر دیں تو زیادہ مناسب ہے' کیونکہ بار بار یہ پیش گوئی غلط ثابت ہو رہی ہے۔

تین سال تک مرزا غلام احمد قادیانی نے خاموشی اختیار کی لیکن پھر اس سے رہا نہ گیا تو اس نے اعلان کر دیا کہ: اسے خدا نے ایک حلیم اور بردبار لڑکے کی بشارت دی ہے' یہ مبارک احمد (جو فوت ہو گیا تھا) کی شکل و صورت پر ہوگا اور اس کا نام خدا نے یحییٰ رکھ دیا ہے' مرزا صاحب نے ۱۶/ ستمبر ۱۹۰۷ء کو یہ الہام سنایا:

"انا نبشرك بغلام حليم ينزل منزل المبارك۔"

"ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں' وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔" (تذکرہ ص:۷۳۳)

پھر نومبر ۱۹۰۷ء کا ایک ہفتہ گزرا تھا کہ مرزا صاحب نے خدا پر بہتان باندھ کر عوام کو یہ جھوٹی خبر سنائی کہ:

"ساھب لك غلاما زكيا انا نبشرك بغلام اسمه يحيى۔"

"میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں' میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔" (تذکرہ ص۷۴۸)

اس کے بعد مرزا صاحب تقریباً چھ ماہ زندہ رہے' نہ ان کی بیوی حاملہ ہوئی' نہ ان کے ہاں کوئی حلیم صاحب آئے اور نہ یحییٰ صاحب نے جنم لیا' مرزا صاحب اس حلیم کا انتظار کرتے رہے اور مرتے وقت بھی اپنی پیشانی پر جھوٹی پیش گوئی کی ذلت کا داغ لے کر مرے۔ قادیانی جماعت لاہور کے مناظر اختر حسین گیلانی کا اعتراف ملاحظہ ہو' موصوف لکھتے ہیں:

"یہ بیٹا حضرت (مرزا صاحب) کی وفات تک پیدا نہ ہوا۔" (مباحثہ راولپنڈی ص۳۴)

نوٹ:...... مرزا صاحب نے ۱۹۰۳ء میں جس پانچویں لڑکے کی پیش گوئی کی تھی' وہ آخر دم تک پوری نہ ہوئی۔ ۱۹۰۶ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی کی رگ پیش گوئی پھر پھڑکی اور انہیں یاد آیا کہ تین سال قبل انہوں نے ایک پیش گوئی کی تھی جو غلط نکلی تھی' لیکن اب اسے اس لڑکے پر فٹ کر کے پیش گوئی پوری کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بقول ان کے خدا نے بتایا کہ پانچویں لڑکے کی پیش گوئی کو اپنے پوتے پر فٹ کر دو۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

"قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر الدین احمد رکھا گیا' سو پیش گوئی ساڑھے چار برس بعد پوری ہوئی۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۱۹' روحانی خزائن ج۲۲)

اب آپ ہی بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کو کسی صورت بھی پورا ہونا تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کو بقول ان کے خدا نے پانچویں لڑکے کی بشارت دی اور مرزا صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اب ساڑھے چار سال بعد پوتا پیدا ہوا تو انہوں نے یہ بشارت اس پر چسپاں کردی' کیا یہ کھلا دھوکہ اور فراڈ نہیں ہے؟

سو مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی غلط اور جھوٹی ثابت ہوئی اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو ایک بار پھر سب کے سامنے رسوا ہونا پڑا۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

☆☆......☆☆

بقیہ: احترام انسانیت

مغرب میں عورتوں کے حقوق کی پامالی:

ایک طرف عورتوں کے متعلق اسلام کی پرسکون اور عزت بخش تعلیمات ہیں جن سے صرف نظر کر کے آج مغربی دنیا اسلام کو عورت کے حقوق کی پامالی کا مرتکب مذہب بتانے کا پروپیگنڈا کر رہی ہے اور دوسری طرف آج کے مغربیت زدہ معاشرہ میں عورت کی جو درگت بنائی جارہی ہے' اس پر انسانیت کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ آج مغرب میں عورتیں ہوس پرست مردوں کی طرف سے بدترین قسم کی زیادتیوں اور استحصال کا شکار ہیں' حد تو یہ ہے کہ وہ ممالک جہاں آزاد جنسی تعلق کی کوئی ممانعت نہیں ہے' وہاں بھی ایک ایک دن میں سینکڑوں اور ہزاروں واقعات زنا بالجبر کے پیش آتے ہیں' خاندانی رشتے مٹ چکے ہیں' ہوس پرستی میں انسانوں اور جانوروں میں کوئی فرق باقی نہیں رہا ہے' عورت کو کمائی کی مشین اور محض مرد کی خدمت گار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مغرب کی عورتیں نہایت قابل رحم ہیں جو مساوات کے خوشنما نعرے کے اندھیرے میں بے حیا' ہوس پرستوں کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بن رہی ہیں۔ انہیں سکون و عافیت صرف اور صرف اسلامی تعلیمات کے دامن ہی میں میسر آسکتا ہے۔

اسلام عورتوں کی تعلیم و ترقی کا ہرگز مخالف نہیں' اور نہ عورتوں کی آزادی پر پابندی لگانا چاہتا ہے' عورت اپنے معاملات میں' تصرفات میں اور کردار میں یقیناً آزاد ہے' لیکن وہ حرکتیں جن سے عورتوں کی انسانی عزت اور عفت داغدار ہوجائے' اسلام ایسی کسی بھی حرکت کو عورت کے لئے جائز قرار نہیں دیتا' تاکہ اس کی انسانی شرافت وعظمت محفوظ رہے۔ ☆

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

’’لکل فن رجال‘‘ کا مقولہ عرصہ دراز سے سنتے چلے آرہے ہیں۔ خداوند قدوس نے مختلف طبائع پیدا فرمائیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو قدرت نے خطابت کے لئے پیدا فرمایا تھا تو یہ مبالغہ نہ ہوگا بعینہٖ اسی طرح سمجھئے کہ استاذ المناظرین‘ فاتح قادیان‘ حضرت اقدس مولانا محمد حیات صاحبؒ کو خداوند قدوس نے فن مناظرہ کے لئے پیدا کیا‘ بالخصوص تردید قادیانیت کے موضوع پر تو آپ مکمل دسترس رکھتے تھے۔

اٹھتے بیٹھتے‘ چلتے پھرتے غرضیکہ ہر حالت میں تردید قادیانیت میں مصروف رہتے‘ حتیٰ کہ صبح کی نماز کے بعد بھی مرزا قادیانی کی کتب کے مطالعہ میں مصروف نظر آتے‘ مولانا کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ متعلقہ موضوعات پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اگر قادیانیوں کا استدلال منطقی طرز پر ہوتا تو آپ اس کا جواب بھی منطقی دلائل کی رو سے دیتے اور اگر اعتراضات نحوی قواعد و ضوابط کی رو سے ہوتے‘ جواب بھی نحوی قواعد و ضوابط کی رو سے ہوتے‘ اگر قادیانی استدلال صرف کے قوانین سے ہوتا تو آپ کا جواب بھی صرف کے قوانین ہی سے ہوتا۔

ایک عجیب واقعہ:

ایک مرتبہ جلال پور پیر والہ کے ایک معروف نحوی عالم‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ (قدیم) ملتان میں تشریف لائے۔ موصوف فن نحو کے امام تھے اور چوٹی کے عالم تھے۔ مولانا محمد حیاتؒ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ’’مولوی جی! اینوں حیات مسیح‘ اونہی اے؟‘‘ (مولوی جی! انہیں حیات مسیح آتی ہے؟) پھر خود تشریف لے گئے اور کافی دیر تک ان عالم سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بحث فرماتے رہے۔ غرضیکہ حیات عیسیٰ علیہ السلام آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ قادیانیوں سے گفتگو کے دوران اپنے حریف کو دل کھول کر بات کرنے کا موقع فراہم کرتے‘ پھر ایسا جواب دیتے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن‘ مخالف حیران و پریشان ہو جاتا اور ’’فبھت الذی کفر‘‘ کا مصداق بن جاتا۔

پیدائش اور وطن:

مولانا مرحوم نارووال اور شکر گڑھ کے درمیان واقع قصبہ ’’لنگاہ بجھیاں‘‘ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اس علاقہ کے معروف عالم دین مولانا محمد شفیع مرحوم‘ جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے‘ سے حاصل کی‘ تلمیذ حضرت انور شاہ کشمیریؒ مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ سے تردید مرزائیت پڑھی‘ بعدازاں مجلس احرار اسلام ہند کے شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو سنبھالا‘ ان دنوں مسلمانان ہند کی سب سے انقلابی اور سیاسی تنظیم مجلس احرار اسلام ہی تھی جو حکومت الٰہیہ کے قیام اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے شب و روز مصروف عمل تھی۔ امیر شریعت‘ قائد قافلہ حریت‘ شیر اسلام حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ولولہ انگیز اور جرأت مندانہ خطابت کا قریہ‘ قریہ بلکہ ہر گھر میں چرچا اور تذکرہ تھا‘ انگریز سے نفرت‘ خدا کی عبادت‘ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو مقصد زندگی بنائے سالار ختم نبوت اپنے قافلہ کو لے کر حصول مقصد کے لئے دن رات مصروف عمل تھے۔

حضرت مولانا محمد حیاتؒ بھی اس جانباز قافلہ میں شریک ہو گئے۔ خداوند قدوس نے موصوف کو قابل رشک حافظہ دیا تھا۔ قادیانی کتب کے صفحات کے صفحات ان کو ازبر تھے‘ جب کہیں حوالہ درکار ہوتا تو مولانا اپنے حافظہ کے کتب خانے سے حرف بحرف عبارت سنا دیتے۔ تحمل‘ بردباری‘ ٹھنڈا مزاج‘ علم‘ عقل جیسی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازے گئے تھے۔ مناظرہ میں آپ کی زبان سے کبھی ایسی بات نہ نکلی جو سنجیدگی‘ متانت‘ تہذیب اور شائستگی کے خلاف ہو۔

آپ بیک وقت مرزائی‘ ہندو‘ سکھ‘ آریہ سماج اور دیگر کے مقابلہ میں عظیم مناظر تھے‘ مذکورہ بالا غیر مسلم اقوام کے پڑھے لکھے طبقہ سے عربی‘ فارسی‘ اردو‘ پنجابی اور دیگر زبانوں میں بارہا مناظرے کئے اور فریق مخالف کو ایسی شکست فاش دی کہ وہ تا حیات دنیا تک یاد رکھیں گے۔

سادگی:

مولانا مرحوم کی قدرتی طور پر داڑھی نہیں تھی' اس لئے نووارد آپ کو فاتح قادیان سمجھنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا' ۱۹۷۷ء کا واقعہ ہے کہ راقم الحروف رحیم یار خان میں مبلغ کی حیثیت سے تبلیغی امور کی خدمت پر مامور تھا کہ اچانک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے یہ حکم نامہ موصول ہوا کہ: ''اولین فرصت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کی خدمت میں ربوہ (حال چناب نگر) پہنچئے۔'' راقم الحروف اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے چناب نگر کا سفر کر کے مولانا مرحوم کی خدمت میں پہنچا' کیونکہ بلا مبالغہ آپ تردید قادیانیت کے محاذ پر اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے۔ تقریباً ایک ماہ تک مولانا کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا' تصنع و بناوٹ مولانا کے قریب تک نہ پھٹکی تھی' آپ کو دیکھ کر اولین تاثر یہ ہوتا تھا کہ کوئی دیہاتی کاشتکار بیٹھا ہوا ہے۔

ایک مرتبہ چوکیرہ ضلع سرگودھا کے کچھ احباب مولانا سے ملاقات کے لئے مسلم کالونی چناب نگر میں حاضر ہوئے' اس وقت مسلم کالونی میں مغربی جانب صرف دو کمرے تھے' جو آج کل مدرس کی رہائش گاہ ہیں۔ سردی کا موسم تھا۔ راقم الحروف بھی مولانا کی خدمت میں موجود تھا۔ غالباً حیات مسیح علیہ السلام پر مذاکرہ ہو رہا تھا کہ وہ احباب آئے اور راقم سے مصافحہ کر کے بیٹھ گئے لیکن مولاناؒ سے مصافحہ نہ کیا' سلام و کلام کے بعد گویا ہوئے کہ: ''ہم مولانا محمد حیات صاحب فاتح قادیان سے ملنا چاہتے ہیں۔'' میں نے مولانا کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا: ''یہ ہیں فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحب!'' یہ سن کر ان دوستوں کے تعجب کی انتہا نہ رہی' شرمندگی و معذرت ان کے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔ مذاکرہ دوبارہ شروع ہوا' کافی دیر تک ختم نبوت' حیات عیسیٰ علیہ السلام' مسئلہ جہاد اور دیگر مسائل پر گفتگو جاری رہی۔

ایک مرتبہ مرزائیوں کے ''جامعہ احمدیہ'' کے آخری سال کے کچھ طلبا آئے اور مولاناؒ سے مباحثہ کرنے لگے' مولانا ان کے ہر اعتراض و اشکال کا جواب قرآن و سنت' اقوال صحابہؓ و تابعینؒ اور مرزا قادیانی کی کتب سے دیتے رہے' اور ساتھ ہی ان سے استفسار فرماتے رہے کہ آپ نے مرزا کی فلاں کتاب پڑھی ہے یا نہیں؟ اس کتاب کا صفحہ نمبر فلاں' مطبع فلاں' سطر فلاں پر یہ حوالہ موجود ہے۔

مولاناؒ کے تلامذہ:

یوں تو رد قادیانیت کے موضوع پر مولانا مرحوم کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے' لیکن تردید قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے موجودہ حضرات بالواسطہ یا بلا واسطہ مولانا مرحوم ہی کے خوشہ چین ہیں۔ مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مولانا منظور احمد الحسینیؒ مولانا اللہ وسایا' مولانا قاضی اللہ یارؒ مولانا خدا بخش شجاع آبادی اور جملہ مبلغین کے علاوہ مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات مولانا مرحوم سے تردید قادیانیت کی تربیت لیتے رہے۔

مولانا مرحوم اپنی آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ: ''جس طرح میں نے اپنی عمر عزیز کا ایک معتدبہ حصہ تبلیغ دین اور حفاظت عقیدۂ ختم نبوت کے لئے قادیان میں گزارا ہے' بقیہ عمر ربوہ (چناب نگر) میں دشمنان ختم نبوت کے تعاقب میں گزرے اور ربوہ میں ہی موت آئے تاکہ قیامت کے دن یہ کہہ سکوں کہ خدایا! تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر چودہ سال قادیان میں گزارے اور موت بھی غداران ختم نبوت کے تعاقب میں ہی آئی لیکن:

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رکن:

آپ قیام پاکستان سے قبل چودہ سال تک آزرکدہ کفرستان قادیان میں ضرب ابراہیمی سے قادیانیت کے بتوں کو پاش پاش کرتے رہے۔

تقسیم ملک کے بعد احرار زعماء کا قافلہ لٹ پٹ چکا تھا۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ملتان میں قیام پذیر تھے' حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحبؒ شجاع آباد میں تھے اور حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ اپنے بھائیوں کے ساتھ خیر پور میرس صوبہ سندھ میں کھیتی باڑی میں مشغول تھے۔

قادیانیوں نے ان حالات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی یلغار تیز کر دی' ہر طرف سے ان اکابر کے نام خطوط آنے لگے' قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں اور مرتدانہ تبلیغ کے پیغام موصول ہونے لگے' تو امیر شریعتؒ قافلہ سالار حریت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حالات کا گہرا جائزہ لے کر اپنے دولت کدہ پر احباب جماعت کا اجلاس بلایا' جس میں اور علماء کرام کے علاوہ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ بھی شریک تھے۔ ملتان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی' حضرت شاہ صاحب امیر اور مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ چنے گئے۔

مولانا محمد حیاتؒ تادم زیست اسی قافلہ کے روح رواں اور حدی خواں رہے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کی رحلت کے بعد آپ چھ ماہ تک جماعت کے

عارضی امیر چنے گئے' بہرحال مولانا محمد حیاتؒ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ پر کئی مرتبہ مقدمات بھی قائم ہوئے لیکن آپ نے خندہ پیشانی سے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کیا۔

قادیانیت کا دائرۃ المعارف:

جیسا کہ گزشتہ سطور میں آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ مولانا کو تردید قادیانیت کا شغف فطری طور پر ودیعت تھا اور تمام اکابر اہل اللہ کی دعائیں ان کے شامل حال تھیں' بالخصوص قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کے سرپرست اور ان کے زعماء کے پیرو مرشد تھے۔

چنانچہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ حضرت رائے پوریؒ کی سوانح حیات میں رقم طراز ہیں:

''پاکستان کے دوران قیام دو نئی باتوں کا اضافہ ہوجاتا' ایک تو یہ کہ پاکستان پہنچ کر تحریک قادیانیت کے خطرات اور اس کے دور رس اثرات کا احساس (جو کبھی فراموش اور نظر انداز نہیں ہوتا تھا) تازہ ہوجاتا ہے اور طبیعت مبارک قوت وہمت کے ساتھ اس کے مقابلہ اور تردید اور ملک کی اس سے حفاظت کی ضرورت کی طرف متوجہ ہوجاتی اور یہ مسئلہ مجالس وگفتگو کا سب سے بڑا موضوع بن جاتا' علماء اور زعماء احرار میں سے (جن کو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے مقابلہ کی خصوصی توفیق عطا فرمائی' اور حضرت نے ان کو اس ''جہاد اکبر'' پر خود مامور فرمایا ہے)...... ان میں مولانا محمد حیات صاحبؒ (جو قادیانی لٹریچر کے حافظ اور قادیانیت کا دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ہیں' تشریف لاتے تو گویا ردّ قادیانیت کی کتاب کھل جاتی' ہمہ تن گوش اور سراپا ذوق ہو کر ان کی نادر تحقیقات اور زندگی کے تجربات سنتے اور کسی طرح ان کی گفتگو سے طبیعت سیر نہ ہوتی۔ حضرت کو اس محفل میں کھلکھلا کر ہنستے اور لطف ومسرت کا اظہار کرتے دیکھا گیا۔''

(سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ ص۱۹۲)

حضرت مولانا محمد انوریؒ لکھتے ہیں کہ:

''آخر عمر میں حضرت اقدسؒ (مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ) کو ردّ مرزائیت کی طرف بڑی توجہ ہوگئی تھی۔ مولوی محمد حیات صاحبؒ (جنہیں قادیانیوں اور لاہوریوں کی کتابیں ازبر ہیں) کو بلا کر مباحث سنتے تھے۔''

(ایضاً صفحہ ۲۹۶)

غرضیکہ مولانا محمد حیاتؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ اور عقیدۂ ختم نبوت کے عظیم منادا اور تردید مرزائیت کے محاذ پر اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے۔

آخری تمنا:

آخر زمانہ میں فرمایا کرتے تھے کہ:

''میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تادم زیست ربوہ میں رہوں' اور ربوہ ہی میں موت آئے تاکہ کل قیامت کے دن پروردگار عالم کے حضور عرض کرسکوں کہ: مولا! اور تو کوئی نیکی نہ تھی' بس صرف یہی تھا کہ تادم زیست مرتدین اور منکرین ختم نبوت کا تعاقب کرتا رہا اور تعاقب کرتے کرتے انہیں کے مرکز کفر وارتداد میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پھریرا جھکنے نہ دیا اور تیرے پاس پہنچ گیا۔ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ میرے اس دیوانے کو جنت میں جانے دو۔''

مولاناؒ بیمار ہوکر اپنے آبائی گاؤں اپنے بھائیوں کے ہاں چلے گئے' اور وہیں رمضان المبارک کے ماہ مکرم میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے ہزاروں تلامذہ اور معتقدین کو چشم پرنم چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ''لنگاہ بھٹیاں'' ضلع سیالکوٹ میں آسمان رشد وہدایت کا یہ چمکتا ہوا آفتاب غروب ہوگیا۔

☆☆..............☆☆

جدید ایڈیشن
خوبصورت
عمدہ آفسٹ کاغذ
سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعیدؒ کی شہرۂ آفاق کتاب
احادیثِ قُدسی یعنی خدا کی باتیں
جس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں' اب جدید کمپوزنگ اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ
تقریظ: حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ پیشکش: (الحاج) محمد حنیف میرٹھی
قیمت: 150 روپے بذریعہ ڈاک صرف 100 روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸- سلام کتب مارکیٹ' بنوری ٹاؤن' کراچی

ایک نومسلم خاتون کے تاثرات

کثیر الاشاعت جاپانی اخبار ”دی ٹائمز“ میں چھپی خبر کے مطابق ایک تعلیم یافتہ جاپانی خاتون نے جاپان کی راجدھانی ٹوکیو میں اسلام قبول کرلیا۔ اس نے اخبار کو اپنے نام کی اطلاع دیتے ہوئے ان الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا:

”میں ایک خوشحال خاندان کی چشم و چراغ ہوں‘ بچپن ہی سے میری زندگی تعیش اور مسرتوں کے ماحول میں گزری ہے۔ میری والدہ جنہوں نے میرے والد کے انتقال کے بعد گھر کا کاروبار سنبھال لیا تھا‘ نے میری اور میری بہنوں کی بہبود کے لئے کامیاب کوششیں کی تھیں‘ یہاں تک کہ ہمارے آرام و راحت کا ہر طرح کا سامان ہمارے گھر میں موجود تھا لیکن میں اس کے باوجود اپنی زندگی میں کسی کمی کا احساس رکھتی تھی‘ یہ احساس جسے میں خود بھی مختص نہیں کر پاتی تھی‘ مجھے ہر وقت بے چین کئے رکھتا تھا‘ میں اپنے گہرے علمی مطالعے اور کثیر وقتی مشغولیت کے ذریعہ اس احساس پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔ جب میں نے بارہویں جماعت کا امتحان پاس کیا تو مجھے اپنے خاندان کے ساتھ دنیا کے کچھ ملکوں کی سیاحت کا موقع ملا۔

ایک مرتبہ یونیورسٹی کی چھٹیوں میں‘ میں نے اور میری کچھ ہم جماعت سہیلیوں نے اردن کی سیر کا پروگرام بنایا۔ میری ایک سہیلی نے جو اس سفر میں ہمارے ساتھ تھی‘ اردن میں ایک مسلم خاندان کے ساتھ کچھ دن قیام کا پروگرام ترتیب دے لیا‘ مجھے جب اس مسلم خاندان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا تو مجھے ان کے رہن سہن کے طور طریقوں نے بہت متاثر کیا‘ خاندان کے افراد باہم شیر وشکر رہتے‘ ہر کام میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے‘ صفائی کا بہت اہتمام کرتے‘ خاندان کے ذمہ دار جو کہ ایک مرد تھے وہ گھر کے باہر کی ذمہ داریاں سنبھالتے‘ گھر کی عورتیں گھر کے اندر کا نظم ونسق اور بچوں کی تربیت کا انتظام دیکھتیں۔ گھر کے افراد کے درمیان باہمی تعاون اور ترتیب کی وجہ سے گھر کا کوئی فرد اپنے اوپر اپنی طاقت سے زیادہ ذمہ داری محسوس نہیں کرتا تھا‘ جیسا کہ مغربی خاندان میں ملازمت پیشہ عورتیں مردوں کے مقابلے میں خود کو زیادہ تھکی تھکی محسوس کیا کرتی ہیں‘ گھر کے اس ماحول نے گھر کو جنت نشان بنا رکھا تھا۔

میں نے ایک دن ہیڈ آف دی فیملی سے اس کا راز پوچھا تو اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ دراصل یہ اسلام کی برکت ہے‘ جس نے خاندان کے افراد کے درمیان کاموں کی کچھ اس طرح ترتیب وتقسیم قائم کی ہے کہ اس پر عمل پیرا ہونے کا لازمی نتیجہ خوشی اور شادمانی ہی برآمد ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام نے مرد کو کسب حلال اور گھر کے بیرونی امور کا ذمہ دار قرار دیا ہے‘ جب کہ عورت کو گھر کے اندرونی امور اور بچوں کی تربیت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ اس طرح انہوں نے بتایا کہ اسلام نے صفائی پر بہت زور دیا ہے۔ یہاں تک کہ صفائی کو دین کا ایک حصہ قرار دیا ہے‘ انہوں نے بتایا کہ صفائی کا مفہوم اسلام میں ایک وسیع مفہوم ہے‘ جسم اور کپڑوں کی صفائی‘ گھر کی صفائی‘ گلی اور محلے کی صفائی‘ شہر کی صفائی‘ ماحول اور معاشرے کی صفائی‘ دل اور نیت کی صفائی اور معاملے کی صفائی وغیرہ۔

اسلام کے معاملے میں میری معلومات بہت محدود تھیں‘ اس سے پہلے میں نے نہ کسی مسلمان سے ملاقات کی تھی اور نہ ہی کسی مسلمان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا تھا‘ میرے ذہن میں اسلام اور مسلمانوں کی جو تصویر تھی وہ یہ تھی کہ اسلام تشدد کا مذہب ہے‘ اس کے ماننے والے گندے‘ تنگ نظر اور علم دشمن لوگ ہوا کرتے ہیں‘ ان کے پاس سوائے دولت اور پیٹرول کے کچھ نہیں‘ میں سوچا کرتی تھی کہ اسلام عورتوں پر ظلم کو روا رکھتا ہے‘ اسلام کے بارے میں میرے یہ خیالات مغربی میڈیا میں چھپنے والی خبروں اور مضامین سے تشکیل پائے تھے‘ کیونکہ مغربی اخبارات‘ ٹیلی ویژن اور کتابیں ہی اس سلسلے میں میری معلومات کا ذریعہ تھیں۔ جاپان لوٹنے کے فوراً بعد مجھے دین اسلام کے براہ راست مطالعے کا خیال پیدا ہوا اور ٹوکیو میں قائم اسلامی مرکز جاکر میں قرآن کریم کے ترجمہ کا ایک نسخہ اور کچھ اسلامی کتابیں لے آئی اور مطالعہ شروع کردیا‘ میں نے سب سے پہلے پیغمبر انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کتاب کا مطالعہ کیا‘ جن کی زندگی نے مجھے بہت متاثر کیا‘ میں نے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بار بار عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم فرماتے ہیں‘ اس کے

بعد مرکز اسلامی جانا میرا معمول بن گیا وہاں میں نے بعض علماء سے بھی ملاقات کی جنہوں نے میرے ہر اس سوال کا کافی اور شافی جواب دیا جو اسلام کے بارے میں میرے دل میں کھٹکتا تھا ان علماء کے اندر علم کی گہرائی و گیرائی' کردار کی پختگی' حالات کی نبض شناسی' خوش اخلاقی اور دوسروں کی عزت واحترام کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا میں گھنٹوں ان کے ساتھ علمی بحث کرتی لیکن وہ میری ہر بات کا نہایت خوش اخلاقی اور بشاشت کے ساتھ جواب دیتے جب کہ اپنے بعض بڑے بڑے پروفیسروں اور استادوں کے بارے میں میرا تجربہ تھا کہ وہ چند گھنٹوں کی ملاقات کے بعد ہی میری خوبصورتی پر فریفتہ ہوجاتے اور ان کے دل میں میرے جنسی استحصال کا جذبہ انگڑائی لینے لگتا تھا۔ مجھے (کیونکہ اسلامی مرکز میں سکونت پذیر ان علماء کی محبت بھی۔ یاد رہے گی جو ڈیئر' اور ڈیئر سسٹر (پیاری بچی' پیاری بہن) جیسے محبت بھرے الفاظ اور لہجے کے علاوہ کبھی مجھ سے مخاطب نہ ہوتے تھے۔

میں اپنے مطالعے کے ذریعہ اسلام کی جتنی گہرائی میں پہنچتی گئی میرا یہ احساس اور تاثر زیادہ ہوتا گیا کہ اسلام پوری دنیا کے لئے دین رحمت ہے اور اس نے انسان کی زندگی کا سب سے زیادہ متوازن نظام پیش کیا ہے' عورت کے بارے میں اسلام کی تعلیمات پڑھ کر میرے تعجب کی انتہا نہ رہی' یہ تعلیمات اس تصور کے بالکل برعکس تھیں جو مغربی میڈیا کے ذریعہ میرے ذہن میں قائم ہوئی تھیں' میں نے اس دوران بعض دیگر عالمی مذاہب کا بھی مطالعہ کیا اور پایا کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے نیز میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ موجودہ معاشرتی نظام یا حقوق نسواں کی تحریکیں عورتوں کو جو حقوق دیتی ہیں جن کا وہ مطالبہ کرتی ہیں وہ غیر متوازن اور غیر عادلانہ ہیں' اسلام عورت کو ایک مستقل شخصیت تسلیم کرتا ہے' اس کو اپنے شوہر کے ذریعہ اپنی شناخت بنانے یا شوہر کا دست نگر رہنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض دوسرے مذاہب کا حال ہے کہ وہ عورت کو شوہر کی شخصیت میں ضم ہوجانے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اسلام کے نزدیک عورت اپنے نام' اپنی شخصیت اور اپنے مال کے بل پر باعفت اور باعزت طریقے پر زندہ رہ سکتی ہے۔

میرے لئے اسلام کی اس تعلیم کی دریافت کسی پلانٹ (سیارے) کی دریافت سے کم نہ تھی کہ اسلام نے اب سے چودہ سو سال پہلے عورت کو حق ملکیت عطا کیا تھا اور اسے اپنے مال میں بغیر شوہر کی مداخلت کے تصرف کا حق دلایا تھا جب کہ یورپ نے چند سو سال پہلے عورت کے اس حق کو تسلیم کیا ہے وہ بھی اس احسان عظیم کے ساتھ کہ گویا وہی دنیا میں سب سے پہلا عورت کا نجات دہندہ ہے۔

ان طویل مطالعے اور گہرے غور وفکر کے بعد میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا اور قبول اسلام کے بعد نماز شروع کردی۔ میں نے پچھلے رمضان کے روزے بھی رکھے ہیں اور قرآن کی کچھ سورتیں بھی یاد کی ہیں جو مجھے نماز کی اچھی طرح ادائیگی میں مدد دیتی ہیں۔ اس وقت مجھے عربی زبان سیکھنے کی لگن ہے جو میں "مرکز اسلامی ٹوکیو" میں سیکھتی ہوں اور کچھ عرصے بعد مصر جا کر جامعہ ازہر میں داخلے کا ارادہ ہے۔ وہاں سے واپسی پر میری زندگی کا سب سے بڑا کام دین رحمت کی تبلیغ ہوگا جو میری آخری آرزو ہے' کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اسلام کے بارے میں مغربی عورتیں غلط فہمی میں مبتلا ہیں اگر ان پر اسلام کی صحیح تعلیمات واشگاف ہوں تو لاکھوں مغربی عورتیں دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں گی۔"

☆☆..........☆☆

بقیہ: اپنے گھر کی فکر کیجئے

حدیث شریف میں دوسری بات کی جو وضاحت آئی ہے وہ بہت اہم ہے' وہ یہ کہ جو عورت بھی مردانہ لباس پسند کرتی ہے' اپنی وضع قطع ان ہی کی طرح بناتی ہے' چوٹیاں کاٹ کر مردوں کی طرح بال رکھتی ہے' بے پردہ اجنبیوں کے سامنے آتی ہے' اس پر بھی اللہ کی رحمت نہ ہوگی' خدا کے غضب کی مستحق ہوگی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سوال کیا تھا کہ حضورؐ! اگر کوئی عورت مردانہ چپل استعمال کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس پر بھی خدا کی رحمت نہیں ہوگی۔

دیوث کہتے ہیں اس شخص کو جس کو اپنی عزت وناموس کی حفاظت پر کوئی غیرت نہ آتی ہو۔ ایک حدیث میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ دیوث وہ شخص ہے جسے اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کے گھر میں کون آتا ہے اور کون جاتا ہے؟

اس حدیث کی روشنی میں ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے' اپنے گھر کی فکر کرنی چاہئے' گھر کو گزرگاہ نہ بننے دیں' بلکہ عزت وناموس کا محافظ اور آماجگاہ بنائیں' ورنہ جو بھی گھر میں خرابی ہوگی اس کے ذمہ دار وہی لوگ ہوں گے جو گھر کے سربراہ اور سرپرست ہوں گے۔ لہٰذا ٹیلی ویژن پر بھی نظر رکھیں' اور اخبارات ورسائل پر بھی احتساب کی نگاہ ڈالتے رہیں تاکہ بے قید آزادی سے گھر کا چمن کسی بوطر کی نذر ہوکر جھلس نہ جائے اور پھر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے کف افسوس ملتے رہیں۔

اپنے گھر کی فکر کیجئے

مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

دنیا میں انسان کو مصروف رکھا گیا ہے' وہ عضو معطل بنا کر پیدا نہیں کیا گیا' وہ جس قدر مشغول و مصروف رہے گا اور اس کی مصروفیت مثبت انداز کی ہوگی' اسی تناسب سے دنیا کی تعمیر اور اصلاح کا کام فروغ پاتا رہے گا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل و دماغ عطا کیا ہے کہ وہ ہمہ وقت غور و فکر کرتا رہتا ہے' وہ نفع و ضرر میں فرق کرسکتا ہے' وہ حق و باطل میں امتیاز کرسکتا ہے' وہ اپنے اور بیگانے کا احساس کرسکتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا شعور رکھتا ہے اور اسی بنیاد پر ذمہ دارانہ انداز میں اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے' وہ یہ بخوبی سمجھتا ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ پورا کرنے کی صورت میں اس کو پرموشن ملے گا' ترقی ہوگی' اس کی خدمات کو سراہا جائے گا۔ لہٰذا اگر وہ ملازم ہے تو ملازمت کی فکر کرتا ہے' اگر وہ مزارع (کسان) ہے تو زراعت و کاشتکاری کو بحسن وخوبی انجام دینا چاہتا ہے' اگر وہ دکاندار ہے تو وقت سے پہلے اپنی دکان کھولنا چاہتا ہے اور وقت سے پہلے دکان بند کرنے سے گریز کرتا ہے' اپنی دکان میں وہ دلچسپی لیتا ہے' اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے سینکڑوں میل کا سفر کرتا ہے۔

لیکن یہی انسان آج اپنے گھر کے بارے میں بڑا بے فکر واقع ہوا ہے' وہ گھر میں کھانے پینے کی چیزیں' لباس و پوشاک' سامان اور اثاث البیت (فرنیچر) کے ذریعہ گھر کو خوب ڈیکوریٹ کرنا چاہتا ہے' لیکن اس کی فکر اپنی اولاد اور اہل و عیال کی ذہنی تربیت سے غافل ہوتی ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو یہ جائز نہیں کہ اپنی اولاد کی ذہنی تربیت جو اسلامی نہج پر ہو' اس سے وہ غفلت برتے۔ آج فتنوں کا زمانہ ہے' الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ گھروں تک فتنوں کی رسائی بہت آسان ہوگئی ہے' طرح طرح کے پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں' جن میں حیاء سوز اور اخلاق سوز مناظر دکھائے جاتے ہیں' جن کی وجہ سے مستورات میں بے حیائی پیدا ہوتی ہے' بچوں اور بچیوں پر ان کے منفی اثرات پڑتے ہیں' شرم و حیاء کی چادر اتر جاتی ہے' اور بے محابا خواتین بے پردہ ہوکر اجنبیوں کے سامنے آتی ہیں یا اجنبیوں کا گھروں میں آنا جانا ہونے لگتا ہے اور یہیں سے فتنے کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ سب والدین کی نظروں کے سامنے ہوتا ہے' بچیاں مردانہ لباس پہنتی ہیں اور لڑکے زنخوں کی طرح تھرکتے ہیں' ہمارے مسلم سماج میں بھی یہ لعنت تیزی سے بڑھتی چلی جارہی ہے' حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''قیامت کے دن تین لوگوں کی طرف اللہ کی نگاہ رحمت نہ ہوگی' ایک وہ شخص جو اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو' دوسری وہ عورت جو مردانہ (ہیئت) لباس' وضع قطع اختیار کرے اور تیسرا وہ شخص جو دیوث ہو۔''

والدین کی نافرمانی سے بڑھ کر گناہ کوئی نہیں' شرک کے بعد اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل والدین کی نافرمانی ہی ہے' قرآن پاک میں والدین کی کسی بات پر ''اُف'' بھی کہنے سے روکا گیا ہے' ان کے حق میں دعائے رحمت کی تاکید کی گئی ہے' والدین کو مثل کعبہ قرار دیا گیا ہے' جن کی طرف محبت کی نگاہ پر ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی بیٹا اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے تو دنیا ہی میں اس کو اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے' وہ جس طرح اپنے والدین کو ستاتا ہے' اس کے بیٹے اسی طرح اس کو بھی دنیا میں ایذا پہنچاتے ہیں' والدین جو اس کی زندگی کی بنیادیں ہیں' ان بنیادوں کی اگر وہ فکر نہیں کرتا تو اس کی زندگی خود خشک ہوجاتی ہے' اس کی شاخیں بے ثمر اور اس کا عمل بے اثر ہوجاتا ہے' اس کی عمر گھٹ جاتی ہے' اس کی روزی کے سرچشمے سوکھ جاتے ہیں۔ باقی صفحہ 24 پر

مرسلہ: مولانا عبدالحکیم نعمانی

پردہ اور عقلی گھوڑے

مولانا عبداللہ البرنی المدنی

تمام مسلمان جانتے اور مانتے ہیں کہ اسلام میں پردہ کا حکم ہے' جو خواتین پردہ نہیں کرتیں وہ تو گناہگار ہیں ہی لیکن کثیر تعداد ایسی خواتین کی بھی ہے جو خود کو پردہ دار سمجھتی ہیں لیکن احکام حجاب کو بہت سے مواقع پر پامال کرتی ہیں۔ ہم اپنے اس مضمون میں ایسی بعض غلطیوں کی نشاندہی کریں گے جن میں بہت سے پردہ دار گھرانے بھی مبتلا ہیں۔

بہت سی خواتین پردہ کا یہ مطلب سمجھتی ہیں کہ جس سے جان پہچان نہ ہو اس سے پردہ کیا جائے۔ اسی وجہ سے وہ گھر میں آنے والے شوہر کے دوستوں کے سامنے آتی ہیں بلکہ ان کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانے پینے اور بے تکلفانہ انداز میں گفتگو کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتیں' حالانکہ نامحرم تو نامحرم ہی ہے چاہے وہ پڑوسی ہو یا شوہر کا دوست ہو۔ اس میں جہاں عورتوں کی غلطی ہے وہاں ان کے شوہروں کی بھی لاپرواہی ہے۔ اپنی بیوی کو نامحرموں کے سامنے لانا شرافت اور غیرت کے یکسر خلاف ہے۔ جب ایسے لوگوں کو تنبیہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلے میں اپنے عقلی گھوڑے دوڑانے لگتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ "پردہ تو دل کا ہوتا ہے" کبھی کہتے ہیں کہ ہم لوگ بالکل بہن بھائیوں کی طرح رہتے ہیں جو کہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مترادف ہے۔ اگر دل کا پردہ کافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں احکام حجاب کیوں نازل فرماتا؟ کیا کسی انسان کا دل سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پاک وصاف ہوسکتا ہے......؟ جب آپؐ نے نامحرموں سے سخت پردہ کیا تو ہم جیسے گناہگار جن کے خیالات میں پراگندگی ہے' کیسے قلب کی صفائی کا بہانہ بنا کر پردے کے احکام کو توڑ سکتے ہیں؟ حضرت زید بن حارثؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے اور آپؐ کے گھر میں پل بڑھ کر جوان ہوئے تھے۔ آپؐ کی تربیت نے ان کو جو قلب وروح کی پاکیزگی عطا کی ہوگی اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں لیکن جب پردہ کا حکم نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی ازواج مطہرات سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا اور بلا اجازت گھر میں آنے سے بھی روک دیا۔ کسی کو بھائی کہہ دینے سے وہ بھائی نہیں بن جاتا نہ اس کے دل میں سگے بھائی جیسے احساسات پیدا ہوسکتے ہیں۔

بہت سے خاندانوں میں یہ رواج ہے کہ خاندان کے کسی بھی مرد سے پردہ نہیں کیا جاتا حالانکہ ماموں زاد' خالہ زاد' چچازاد اور پھوپھی زاد بھائیوں سے پردہ ہے کیونکہ وہ حقیقی بھائی نہیں ہیں اور ان سے نکاح جائز ہے۔ اسی طرح جیٹھ دیور سے بھی پردہ کرنا لازم ہے' وہ بھی نامحرم ہیں۔ پردہ کی پابندی کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کرنا منع نہیں بلکہ اس کا حکم ہے۔ مثلاً جیٹھ دیور اپنی بھابھی کو ہدیہ تحفہ وغیرہ دے سکتے ہیں اسی طرح بھابھی اپنے جیٹھ دیور کی آمد پر اچھے کھانے پکا کر اور ان کے آرام کا خیال رکھ کر حسن سلوک کرسکتی ہے۔ پردہ کا مطلب یہ نہیں کہ قطع تعلق ہو۔ اسی طرح خالہ زاد' ماموں زاد' پھوپھی زاد بہنوں سے صلہ رحمی کرنا منع نہیں ہے مثلاً ان کے بچوں کو خوشی کے موقع پر پیسے دینا یا کوئی تحفہ پیش کرنا۔ شریعت نے ان کاموں کی ترغیب دی ہے جن سے خاندان کے تمام افراد میں محبت والفت پیدا ہو' کینہ اور بغض ختم ہو' بہت سے لوگ یوں کہتے ہیں کہ جیٹھ دیور سے پردہ کرنا تو نہایت دشوار ہے حالانکہ یہ سب نفس و شیطان کی شرارت ہے۔ جن گھرانوں میں جیٹھ دیور سے پردہ ہے وہ کوئی دشواری محسوس نہیں کرتے بلکہ ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی باآسانی پردہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ جب انسان شریعت پر عمل کرنے کا ارادہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے عمل کی راہ آسان کردیتا ہے۔

بعض خواتین کہتی ہیں کہ چہرہ کا پردہ نہیں ہے' اگر چہرہ کا پردہ نہیں تو پردہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل ہی کیوں فرمایا؟ کیونکہ باقی جسم کو ڈھانپنے کا رواج تو پہلے ہی تھا۔ اصل کشش اور جاذبیت تو چہرہ ہی میں ہوتی ہے' اگر چہرہ کھلا رہے تو پردہ کا مقصد ہی فوت ہوجائے گا' لہٰذا ہر مسلمان عورت پر لازم ہے کہ نامحرم کے سامنے چہرہ کو ڈھانپنے کا اہتمام کرے۔

اسلام عفت وعصمت والا دین ہے۔ اس نے ہر اس دروازہ کو بند کردیا ہے جہاں سے برائی کے آنے کا خدشہ ہو۔ عورت کے مقام ومرتبہ کی حفاظت پردہ کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

نگاہِ شوق جب اٹھتی ہے ربُّ البیت کی جانب

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ

مجھے فرقت میں رہ کر پھر وہ مکہ یاد آتا ہے
وہ زم زم یاد آتا ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے

جہاں جاکر میں سر رکھتا جہاں میں ہاتھ پھیلاتا
وہ چوکھٹ یاد آتی ہے وہ پردہ یاد آتا ہے

کبھی وہ دوڑ کر چلنا کبھی رک رک کے رہ جانا
وہ چلنا یاد آتا ہے وہ نقشہ یاد آتا ہے

کبھی وحشت میں آکر پھر صفا پر جاکر چڑھ جانا
وہ مسعیٰ یاد آتا ہے وہ مروہ یاد آتا ہے

کبھی پھران سے ہٹ کر دیکھنا کعبہ کو حسرت سے
وہ حسرت یاد آتی ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے

کبھی جانا منیٰ کو اور کبھی میدانِ عرفہ کو
وہ مجمع یاد آتا ہے وہ صحرا یاد آتا ہے

وہ پتھر مارنا شیطان کو تکبیر پڑھ پڑھ کر
وہ غوغا یاد آتا ہے وہ سودا یاد آتا ہے

منیٰ میں لوٹ کرکے پھر وہ دنبہ کو ذبح کرنا
وہ سنت یاد آتی ہے وہ فدیہ یاد آتا ہے

وہ رخصت ہو کے میرا دیکھنا کعبہ کو مڑ مڑ کر
وہ منظر یاد آتا ہے وہ جلوہ یاد آتا ہے

مرا مکہ بھی طیبہ ہے نہیں معلوم کچھ مجھ کو
کہ مکہ یاد آتا ہے کہ طیبہ یاد آتا ہے

نگاہِ شوق جب اٹھتی ہے رب البیت کی جانب
نہ کعبہ یاد آتا ہے نہ مکہ یاد آتا ہے

دہشت گرد کون؟ غدار کون؟

دہشت گردی کی وارداتوں میں قادیانی لابی کے ملوث ہونے کا منہ بولتا ثبوت

رسول پور تارڑ سے ''را'' کا ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار

پنڈی بھٹیاں (نامہ نگار) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی ''را'' کے مبینہ ایجنٹ کو اس کے دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا ملزمان کے قبضہ سے دو ہینڈ گرنیڈ دو کلاشنکوفیں برآمد کی گئیں۔ بتایا گیا ہے کہ پکڑا جانا والا ایجنٹ مبشر احمد قادیانی ہے جبکہ اس کے خاندان کے دوسرے افراد فرار ہو گئے۔ اے ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ پولیس نے ایک خفیہ اطلاع پر رسول پور تارڑ میں چھاپہ مارا اور قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار' ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے دو کلاشنکوف برآمد کر لیں' جس سے وہ دہشت گردی کی وارداتیں کرنا چاہتے تھے انہوں نے بتایا مبشر احمد کا خاندان جو کہ کھیتی باڑی کرتا ہے اس کی بہن کی شادی بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی قادیانی حبیب احمد جو کہ ''را'' کا ایجنٹ ہے اور بھارت میں مقیم ہے اس سے مبشر احمد نے رابطہ قائم کر رکھا تھا اور ہینڈ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سالوں سے بوری میں پیک کر کے گھر میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اپنے بہنوئی حبیب احمد کو بھارت میں معلومات فراہم کرتا تھا انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد کا والد بشارت احمد اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ فرار ہو گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد نے دوران تفتیش بھی ''را'' کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ جنگ لاہور)

پنڈی بھٹیاں میں ''را'' کا قادیانی ایجنٹ اور دو ساتھی گرفتار' اسلحہ برآمد

گرفتار ہونے والوں میں مبشر احمد' ذوالفقار اور ذکاء اللہ شامل ہیں' مبشر کا بھارتی بہنوئی بھی قادیانی ہے

پنڈی بھٹیاں (نمائندہ خبریں) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی را کا قادیانی ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے قبضہ سے دو ہینڈ گرنیڈ اور دو کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے گزشتہ روز پریس کانفرنس میں بتایا کہ ایک خفیہ اطلاع پر انہوں نے پولیس کی نفری کے ساتھ رسول پور تارڑ میں چھاپہ مار کر قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار اور ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر لیا۔ انہوں نے بتایا کہ قادیانی مبشر احمد کی بہن کو گی کی شادی گزشتہ دنوں بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی جو را کا ایجنٹ ہے۔ اس نے مبشر احمد سے رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سال سے بوری میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار' ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ مبشر احمد اپنے بہنوئی حبیب احمد کو معلومات فراہم کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا مبشر کا والد بشارت اور خاندان کے دیگر افراد فرار ہو گئے ہیں۔ مبشر احمد نے دوران تفتیش را کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اے ایس پی نے بتایا پندرہ روز تک ہم دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا پتہ چلا لیں گے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ ''خبریں'' لاہور)